

صلوا کما رأیتمونی اصلی۔ (بخاری)

تم اسی طرح نماز پڑھنا جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

نبیؐ کی نماز

یعنی

صلوة النبیؐ



مصنفہ



مولانا عبد الجلیل سامرودیؒ



ناشر



مدرسہ دارالکتاب والسنة، ۹۹۸، پان منڈی، صدر بازار، دہلی۔ ۶

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۳	تراویح کے سجدے	۳	صلوۃ البنی یعنی نبی کی نماز
۵۳	سنتوں اور نوافل کا بیان	۷	طہارت یعنی پاکی کا طریقہ
۵۵	نماز وتر کا بیان	۷	وضو کا طریقہ
۵۸	چاند اور سورج گہن کی نماز کا طریقہ	۱۳	یتیم کا طریقہ
۵۹	سفر و مسافر کی نماز	۱۳	یتیم کا دوسرا طریقہ
۶۰	بیمار کی نماز	۱۵	نمازوں کے اوقات
۶۰	جمہ کی نماز	۱۵	ظہر کا وقت
۶۲	جمہ کی اذان	۱۶	عصر کا
۶۶	استسقاء یعنی پانی مانگنے کی نماز	۱۶	مغرب کا
۶۸	دونوں عیدوں کی نماز کا بیان	۱۷	عشاء کا
۶۹	عید کی نماز کا طریقہ	۱۷	فجر کا
۷۰	جنازہ کی نماز کا بیان	۱۸	نمازوں کی رکعتیں
۷۱	جنازہ کی نماز کا طریقہ	۱۹	اذان
۷۳	ترافیح کا بیان	۱۹	اذان کا طریقہ
۷۶	روزہ کا بیان	۲۱	اذان کا جواب
۷۷	صدقہ فطر کا بیان	۲۳	تہکیموں کا بیان
۷۸	اعتکاف کا بیان	۲۴	سترہ کا بیان
		۲۵	صفوں کا بیان
		۲۸	نماز پڑھنے کا طریقہ
		۵۱	نماز میں سہمیعی مہول کا بیان

نام کتاب: نبی کی نماز

مصنفہ: ابو عبد الکبیر مولانا عبد الجلیل سامرووی

تعداد اشاعت: ۲۰۰۰

سنہ اشاعت: دسمبر ۲۰۰۶ء

ناشر: دار الکتاب والسنہ جماعت غرباء الہدایت

۹۹۸، پان منڈی، صدر بار، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

فون: ۰۱۱-۲۳۶۲۳۹۱۳

ملنے کا پتہ: مدرسہ محمدیہ مسجد

۴۹/۳۷، مین واڑہ روڈ، ممبئی ۴۰۰۰۰۳

فون: ۰۲۲-۲۳۳۵۵۲۷/۲۳۳۵۴۱۹۹

حد یہ: ۱۰ روپے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صلوۃ النبیؐ یعنی نبیؐ کی نماز

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّهِ وَحَبِيبِهِ وَشَفِيعِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَ
أَصْحَابِهِ وَسَلَامٌ أَجْمَعِينَ

اما بعد :- برادرانِ اسلام! ہم لوگ اسلام ہی کی بنا پر تو
مسلمان کہلاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت
جبریل علیہ السلام نے سائل بن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا
أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ آپ مجھے خبر کر دیجئے اسلام کیا چیز ہے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں فرمایا کہ اسلام یہ ہے (۱) کہ
تو اس بات کی گواہی دے کہ خدا پاک کے سوا کوئی معبود برحق (عبادت
کے لائق) نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حکموں کو پہنچانے والے
ہیں (۲) نمازوں کو ان کے وقتوں پر ادا کرے (۳) مال کی زکوٰۃ
دے (۴) رمضان کے روزے رکھے (۵) خداوند کریم کے گھر کا حج

کرے اگر زادِ راحلہ (جانے اور آنے کیلئے) راستہ کی طاقت ہو ۱ صحیح مسلم) ان پانچ چیزوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرٹ اور بنیاد فرمایا ہے (صحیح بخاری و صحیح مسلم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان پانچوں میں سے ایک کو بھی چھوڑ دیکھا وہ بس چھوڑنے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا ۱ ابو یعلیٰ ترغیب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے گا تو وہ کھلم کھلا کافر ہو جائیگا ۱ محمد بن نصر مروزی ترغیب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ اور کفر کے درمیان صرف نماز ہی کا فرق ہے جس نے نماز چھوڑ دی۔ وہ کافر ہو گیا ۱ مسلم ترغیب) اور فرمایا جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔ ۱ مسند احمد) ابو داؤد و نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ترغیب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز چھوڑ دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ ہی نہیں ۱ بزاز ترغیب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں لا دینی ہو گا نماز کا دین میں ایسا مقام ہے جیسا کہ آدمی کا سر سے تعلق ہے سر نہیں تو انسان بے کار ہے ۱ طبرانی او وسط ترغیب) نماز کا چھوڑنے والا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک کافر ہے اس کے کفر پر سب کا اتفاق ہے ۱ ترمذی ترغیب) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے۔ ابن ابی شیبہ۔

ترغیب) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں بے نماز کا کوئی دین ہی نہیں
بے دین ہے (محمد بن نصر مروزی ترغیب) امام منذری نے اپنی ترغیب
میں بے نمازی کا کافر ہونا مندرجہ ذیل صحابہ سے بیان کیا ہے۔

۱۔ حضرت عمر ۲۔ حضرت ابن مسعود ۳۔ حضرت ابن عباس ۴۔ حضرت مساذ
بن جبل ۵۔ حضرت جابر ۶۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہم اجمعین۔
(ترغیب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے نمازی کا حشر قیامت کے
روز قارون، فرعون، هامان، ابی بن خلف کے ہمراہ ہوگا (مسند احمد، ترغیب)
حضرت سلطان الالمیاء پیران پیر شیخ عبدالقادر فرماتے ہیں کہ جو نماز
کو باوجود فرض واجب سمجھتے ہوئے اور باوجود بلانے کے سستی سے
نہ پڑھے یہاں تک کہ وقت نکل جاوے ایسا آدمی اگر مر جاوے تو اس
کے اوپر نہ جنازہ پڑھا جاوے اور نہ ہی مسلمانوں کے قبرستان میں
دفن کیا جاوے (غنیۃ الطالبین مصری ص ۱۲۵ ج ۲) مسلم برادر و!
جب تک ایک اسلام کی ہی جڑ ٹھہری پھر نماز نہ پڑھنے والے کا اسلام
ہی کس طرح قائم رہ سکتا ہے جب جڑ ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں اس کے
معلق خوب ہی غور و فکر کرنا ضروری ہے قیامت کے روز بھی سب سے
پہلے نماز ہی سے سوال پوچھ پوچھ ہوگی خداوند کریم بھی اپنے کلام پاک
میں فرماتے ہیں۔ اَقِمُّوْا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُسْرِکِیْنَ

ترجمہ: نماز پڑھو اور مشرک مت بنو اور فرماتا ہے إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ نماز ایمان والوں پر قائم پر قائم کرنے میں آئی ہے مسلم برادر! جب نماز ایک اسلامی رکن ٹھہری تو کیا اس کا چھوڑنے والا اسلام سے نکل نہیں جائے گا برابر اس کا ترک کرنے والا اسلام سے ہی نکل جائے گا دیکھو طرائق محمد بن نصر مروزی ترغیب۔ لہذا بنا بریں مسلمانوں کو سختی سے التزام کرنے کی ضرورت ہے اور اس زبردست رکن کے ادا کرنے کا طریقہ نامہ از تاجدار مدینہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے صحیح طریق سے پڑھنا لازم و ضروری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صَلُّوا أَلْكُمْ أَرْأَيْتُمْ وَحِيٍّ أُصْلِيَ۔ بخاری، تم اسی طرح نماز پڑھنا جس طرح تم نے اُصْلِيَ مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ بخاری۔ مسلم برادر و! میں آپ لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نماز کا صحیح نقشہ آپ لوگوں کے سامنے کھینچ کر ہی نہ رکھ دوں جو صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت ہے آپ کے سامنے جو کچھ لکھنے میں آوے گا وہ بالکل صحیح اور ٹکسالی ہوئی باتیں ہی لکھنے میں آئیں گی۔ جس کسی مسلم برادر کو شبہ ہو بصد خوشی جانچ کر لے ہم بھی ہر طرح ان کی خدمت گزاری کیلئے حاضر ہیں میں بھی خداوند کریم کو حاضر و ناظر

سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طریقہ ثابت ہے وہی آپ
لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہوں خداوند کریم ہم مسلمانوں کو عمل کی
توفیق دے۔ آمین

نماز میں داخل ہونے سے پہلے
طہارۃ معنی پاکی کا طریقہ ہر قسم کی ناپاکی سے پاک صاف
ہو کر عبادت میں داخل ہونا چاہیے تمام اقسام کی ناپاکی سے پاک ہونا ضروری
ہے اور لازمی ہے خداوند کریم کا یہی ارشاد باری ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ حُبِبًا
فَاطْهَرُوا نماز میں داخل ہونے سے پہلے خداوند کریم نے وضو کا
حکم فرمایا ہے (قرآن شریف) مسلم برادر و اسب سے پہلے نماز کیلئے
وضو فرض ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ
بِغَيْرِ طَهْوَرٍ ترجمہ بلا وضو نماز قبول ہی نہیں ہوتی (بخاری مسلم)
وضو کے فرض ہونے میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے نص قرآنی سے بھی
ثابت ہے۔

وضو کا طریقہ وضو کیلئے کوئی خاص نیت زبان سے کرنے
کی شرعاً ثابت نہیں نیت دل کے ارادہ کو کہتے
ہیں۔ آدمیوں کے ارادے انکے کاموں سے آگے ہو اگرتے ہیں اس
کا دل آپ ہی گواہی دیدیا کرتا ہے۔ پانی کا لٹا کیوں بھر رہا ہے جس

غرض سے وہ بھرتا ہے دل خود ہی کہہ دیتا ہے پھر نیت کی ضرورت ہی
کیا رہی کہ زبان سے کہے۔ آدمی حوض تالاب نل وغیرہ کے پاس
حاضر ہوتا ہے آستین چڑھاتا ہے دل تو برابر گواہی دیدیا کرتا ہے
کہ میں فلاں کام کرنے کیلئے آیا ہوں۔ دل یہ بھی برابر گواہی دیتا ہے کہ
فلاں فرض نماز یا قضا رکھنے وضو کرنے کو آیا ہوں پھر منہ سے کہتا ہے
نَوَيْتُ اَنْ اَتْلُوْهُنَّ سَاءَ وَغَيْرَہ سے فائدہ ہی کیا یہ صریح غلط طریقہ ہے یہ
طریقہ نیت کا نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی
صحابہ و تابعین و ائمہ دین سے ثابت ہے اگر کوئی مسلم برادر یہ ہم کو بتا
دیں تو ہم ان کا زبردست احسان قبول کریں گے میں خاص کر اپنے ان
بھائیوں سے جو اماموں کے ماننے والے ہیں نہایت متانت سے عرض
گزار ہوں کہ وہ ہمیں اپنے اماموں سے بتا دیں ان چھوٹے چھوٹے
رسالوں کا کوئی اعتبار نہیں اسی طرح مولویوں مشائخوں کا بھی اعتبار
نہیں ہمیں تو صرف ان چار اماموں ہی کے ارشادات گرامی سے بتا دیں ہم
ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کریں گے برادر وایہ ہمارا مطالبہ صحیح ہے
یا غلط؟ انصاف سے کہیں۔ وضو میں پانی کا اسراف نہیں کرنا چاہیئے
ابن ماجہ (جب وضو شروع کریں تو صرف لفظ بسم اللہ ہی کہیں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم لیسمہی وضو شروع کرتے (بزار مجمع الزوائد) وضو صرف

بسم اللہ ہی سے شروع کرے (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد (یعنی ۵۳ قولہ سے) وضو فرماتے تھے (بخاری، مسلم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو میں مسواک کرتے تھے (بخاری، مسلم) مسواک کی جگہ انگلیوں سے بھی مسواک کرنا جائز ہے (طبرانی) وضو کے برتن میں ہاتھ دھو کر ڈالنا چاہیے (بخاری، مسلم) وضو کے شروع کرتے وقت بسم اللہ والحمد للہ بھی پڑھنے کیلئے آیا ہے (طبرانی صغیر، مجمع الزوائد) اس حدیث کو حسن فرمایا ہے (سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک تین بار دھوئیں (بخاری، مسلم) اس کے بعد منہ میں اور ناک میں تین مرتبہ پانی لے اور کلی کرے ہر مرتبہ آدھا ناک اور آدھا منہ میں لیا کرے اور صاف کرتا رہے (بخاری، مسلم) منہ کے لئے تین بار ناک کیلئے تین بار پانی لینا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس کے بعد ایک چلو پانی لے کر دوسرا ہاتھ دھو کر دھو دھو اسی طرح تین مرتبہ کرے (بخاری، مسلم)

تین مرتبہ دونوں ہاتھوں سے پانی لے کر منہ دھونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے لوگوں میں یہ ایک برا رواج پھیلا ہوا ہے جاہلوں پر متوجہ نہیں۔

سب سے بڑا متوجہ نام نہاد عالموں پر ہے کہ وہ بھی غوام کی

طرح کیا کرتے ہیں۔ داڑھی کا پانی لے کر خال کرے (ابن ماجہ) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک بلکہ کہنیوں سمیت دھوئیں (بخاری، مسلم) اس کے بعد پورے سر کا مسح کرے اس طرح سے کہ دونوں ہاتھوں کو پیشانی سے پھیلا کر پیچھے کی طرف سر پر لے جا دیں گدی تک پھر وہاں سے واپس پیشانی تک لے آویں جہاں سے شروع کیا تھا (بخاری وغیرہ) اس کے بعد کانوں کا مسح کرے اس طرح سے کہ پانی لے کر شہادت کی انگلیوں سے کانوں تک کے اندر مسح کر لے انگلی کو سوراخ میں کھ کر پھرتے ہوئے عطر کھنے کی جگہ لے آوے پھر اس انگلی کو کان کی لٹکے آوے اب گٹھے سے کان کے باہر کے حصہ کا مسح کرے نیچے سے اوپر کی جانب لے جاوے (ابن ابی شیبہ، مالک، ابن ماجہ، نسائی) **تنبیہ** و گردن کا مسح جس طرح لوگوں میں مروج ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں تو پھر کسی کے کہنے اور کہنے کا اعتبار ہی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسح میں گردن تک ہاتھ لے جانا اور واپس لانا تو صحیح حدیث سے ثابت ہے مگر سر سے فراغت کے بعد آڑھے تیرھے ہاتھوں سے گردن کا ٹٹنا تو کسی حدیث سے ثابت نہیں لوگوں کا اختراعی مسئلہ ہے فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۱۲۱ میں اس کو بدعت کہا ہے اسی طرح علامہ ابن نجیم نے بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں بھی

لکھا ہے کہ جس کام کے بدعت و سنت ہونے میں نزاع ہو تو اس کام کو چھوڑ دینا چاہیے۔ گردن کے مسح کا یہی حال ہے کوئی حنفی بدعت کہتا ہے تو کوئی سنت کہتا ہے امام نووی کہتے ہیں گردن کے مسح کی جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب کی سب بناوٹی موضوع ہیں اس بارے میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں۔ یہ سنت نہیں بلکہ بدعت ہے فتاویٰ قاضی خاں ص ۱۸ میں سنت ہونے کا انکار کیا ہے اسی وجہ سے امام محمد نے اس کو اپنی کتاب الاصل میں ذکر ہی نہیں کیا اسی طرح تاتار خانیہ کے صفحہ ۱۷ قلمی یہ جامع مسجد بمبئی کی لائبریری میں موجود ہے مگر یاد رکھیں جس طرح مسح گردن کا لوگوں میں مروج ہے کسی صحیح حدیث میں ثابت ہی نہیں اگر ہو تو براہ کرم ہمیں بھی اس کا خیر سے محروم نہ رکھیں خدا آپ لوگوں کو اجر دے کم از کم ائمہ اربعہ ہی سے بتادیں ہم آپ لوگوں کا احسان مانیں گے۔ ہمیں حق سے عداوت نہیں برادر و پورے سرکا ہی مسح کرنا ضروری ہے چوتھائی یا تین بالوں کا ہی مسح کرنا بے اصل ہے چوتھائی سر کے مسح کا رد بجر الرائق ولے نے اچھی طرح کر دیا ہے صحیح بخاری میں پورے سر کا مسح بیان کیا گیا ہے پگڑی ہو تو اس پر مسح کرے مگر پیشانی پر ضرور کیا جاوے (بخاری مسلم) اس طرح کرے کہ پہلے پیشانی کا مسح کرے پھر پگڑی پر دونوں ہاتھوں کو آخر تک

لے جاوے اور پھر واپس لاوے (بخاری مسلم) اس کے بعد دھنا پسیر
دھو دے پھر بایاں پیر مٹھنے تک۔ (بخاری مسلم)

تنبیہ ہاتھ پیر منہ کلی ناک میں پانی سب کیلئے تین تین مرتبہ ہی
لینا ضروری نہیں کسی کو ایک مرتبہ کسی کو دو مرتبہ کسی کو تین
مرتبہ دھونا پانی لینا سب طرح جائز ہے دھونا جو فرض ہے وہ تو ایک
مسئلہ ہے۔ (سنن بخاری مسلم) تین مرتبہ سے زیادہ جائز نہیں (بخاری مسلم)
وضو سے فارغ ہو کر ایک چلمہ پانی لے کر ستر

پر پانی پھیر کر دے (ابوداؤد ترمذی) اگر میاں لے کر پیر کر دیتے
ہیں وہ اصل طریقہ نہیں بلکہ ستر پر ڈالنا چاہیے وضو سے فارغ ہو کر یہ
دعا پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ
لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ (مسلم) اور اس
دعا کے ساتھ یہ بھی آیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَوَّابِيْنَ
وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (ترمذی)

تنبیہ جو دعائیں وضو میں ہر ایک اعضا پر لوگوں نے پڑھنے
کو لکھا ہے وہ سب بے اصل ہیں امام نووی امام غزالی
جیسی ستیوں نے بھی لکھ مارا ہے ان کے لکھنے کا کوئی اعتبار نہیں اسی
طرح وضو کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنٰكَ کے پڑھنے کو لوگوں نے لکھا ہے

یعنی میاں لے کر اندر شرع مگاہ پہ (ابن ابی شیبہ وغیرہ) ابن المولف۔

اس بارے میں بھی کوئی تحدید ثابت نہیں (دیکھو مقاصد الحسنہ امام سخاوی اور
 طحاوی شرح مراتی الفلاح ص ۱۷۷ زاد المعاد امام ابن القیم) ایک وضو سے
 کئی نمازیں جائز ہیں (بخاری و مسلم) موزوں پر مسح سفر میں تین دن تین رات
 برابر کر سکتے ہیں مقیم صرف ایک دن ایک رات کر سکتا ہے مگر شرط یہ ہے
 کہ وضو کے بعد پہنے ہوں (بخاری) موزے ایسے ہوں کہ وہ موٹے
 دبیز بھرجھرے نہ ہوں پانی کی تری جسم تک نہ پہنچنے یا دے (ترمذی
 وغیرہ) موزوں پر مسح کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیوں کو تر کر کے پیر
 کے شروع حصہ انگلیوں کو قدرے کشادہ کر کے اوپر گھسیٹ لے جاوے
 لکڑیوں کی طرح (طبرانی اوسط ابن ماجہ)

تیمم کرنے کا طریقہ ۱۔ دونوں ہاتھوں کو پاک زمین پر بسم اللہ
 کہہ کر ماریں اور ان دونوں ہاتھوں پر
 پھونک مار کر زائد مٹی کو دور کر دیں پھر ان دونوں ہاتھوں کو پہلے منہ
 پر ملے پھر دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے پر ملے۔

تیمم کا دوسرا طریقہ پھونک مار کر دونوں ہاتھوں کو ایک
 دوسرے پر مل دے اور پھر دونوں ہاتھوں
 کو منہ پر مل دے دونوں طرح کر سکتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے دونوں طرح تیمم کیا ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

نمازوں کے اوقات مسلم برادر! نمازوں کو ان کے اوقات مقررہ ہی پر پڑھنا چاہیے اس لئے

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید وضاحت سے فرمادیا ہے کہ خداوند کریم نے ایمان والوں کیلئے نمازوں کو ٹائم سے قائم کیا ہے نماز کے دو ہی ٹائم بتانے میں آتے ہیں: ۱۔ اول ٹائم ۲۔ آخری ٹائم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دو ہی ٹائم اول آخر پڑھا کر بتاتے تھے اس کے بعد کہا کہ تمہارے نمازوں کا ٹائم انہیں دو وقتوں کے اندر ہے و بخاری مسلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول ٹائم خدا کی رضامندی کا ہے اور آخری ٹائم معافی درگذری کا ہے (ترمذی)

تنبیہ: قصور پر معافی ہو اگر تہیٰ معلوم ہو کہ آخری ٹائم بلا سبب نہیں پڑھنا چاہیے جان بوجھ کر آخری ٹائم میں نماز نہیں پڑھنا چاہیے۔

ظہر کی نماز کا ٹائم زوال یعنی سورج کے ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے ایک مثل تک رہتا ہے پھر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے (اسلم) گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا چاہیے (بخاری)

عصر کا ٹائم عصر کا وقت ایک شل سے شروع ہوتا ہے دو شل آخر ٹائم ہے۔ (الوداؤد۔ ترمذی، نسائی)

تنبیہ جو لوگ یوں کہتے ہیں عصر کا وقت دو شل پر ہے یہ ان کی سخت غلطی ہے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کعبہ شریف کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو دن نماز پڑھ کر اول نماز پر وقت بتا دیا تھا پہلے روز ایک شل پر پڑھائی دوسرے روز دو شل پر معلوم ہوا کہ دو شل عصر کا آخر وقت ہے اول نہیں یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ امام محمد اور امام ابو یوسف بھی عصر کے ایک ہی شل کے قائل ہیں امام اعظم نے بھی ایک ہی شل کی طرف رجوع کیا ہے حنفیہ کی درختا وغیرہ میں اسی پر فتویٰ بتایا ہے مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اسی کو قویٰ بتایا ہے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی اور حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے دو شل کو عصر کا آخر وقت بتایا ہے اور لکھا ہے کہ دو شل پر عصر کے وقت ہونے پر کوئی دلیل حدیث سے نہیں سورج میں زردی آنے سے آخری ٹائم ہوا کرتا ہے۔ (مسلم)

مغرب کی نماز کا وقت سورج کے غروب کے بعد سے شروع ہو کر سرخی غائب ہونے تک رہتا ہے

(مسلم)

عشا کی نماز کا وقت سرخی کے غائب ہونے سے شروع ہوتا ہے نصف رات تک رہتا ہے (بخاری مسلم) ضرورت کھیلنے صبح صادق تک۔ (صحاح)

فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے پر ختم ہو جاتا ہے (مسلم) صبح کی نماز سردیوں میں اندھیرے میں جس کو غلس کہتے ہیں پڑھنا چاہیے اور گرمیوں میں اجالا کر کے جس کو اسفار کہتے ہیں پڑھنا چاہیے (شرح السنہ امام منوی ابن عساکر نسفی الاجاز ابن تیمیہ)

تنبیہ فجر میں دو فریقوں نے افراط تفریط کر ڈالی ہے۔ حنفیہ نے ہمیشہ اسفار کو اختیار کر لیا ہے اور شوافع نے غلس (اندھیرے) کو پکڑ رکھا ہے اور ایک دوسرے پر زبان درازی کرتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی زیادتی ہے اسفار بھی اپنی جگہ پر ہے اور غلس بھی اس میں جھگڑے کی ضرورت ہی نہیں۔ حنفیہ نے عورتوں اور مردوں کی نمازوں کے وقت میں فرق نکالا ہے یہ ان کا ذاتی من گھڑت فعل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، ہو تو پھر جھگڑے کی ضرورت ہی نہیں اسی طرح اوپر نیچے ہاتھ کے باندھنے میں فرق نکالا ہے کہ مردانہ کے تپچے باندھیں اور عورتیں چھاتی پر ان

ان کے لئے یہ زیادہ پردہ کا کام ہے اور مردوں کے لئے یہ زیادہ پردہ کا کام ہے کس قدر بیباکی سے لکھتے ہیں یہ سب باتیں بے تکی ہیں بے اصل ہیں خدا ہی سمجھ دے۔

نماز کی رکعتوں کا بیان نماز کے فرض ہونے میں اور اسی طرح فرض نمازوں کی گنتی میں کسی

کا بھی اختلاف نہیں فجر کی نماز دو رکعت ظہر کی چار عصر کی چار مغرب کی تین عشاء کی چار کل سترہ رکعتیں فرض ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ سفر میں چار کی جگہ دو پڑھی جاتی ہیں اور یہی فرض بھی ہیں۔ فجر کی دو ظہر کی دو عصر کی دو مغرب کی تین عشاء کی دو کل گیارہ رکعتیں سفر میں فرض ہیں۔ صبح کی دو رکعتوں میں مغرب کی دو رکعتوں میں عشاء کی دو رکعتوں میں زور سے پڑھا جاتا ہے اس میں بھی کسی کا اختلاف نہیں یہ نمازیں بغیر سورہ فاتحہ پڑھے صحیح و قبول ہوتی ہی نہیں جب کہ ارشاد نبوی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے فرماتے ہیں سورہ فاتحہ رکن نماز ہے۔ تینوں امام شافعی اور امام مالک امام احمد بن حنبل سورہ فاتحہ کو رکن نماز فرماتے ہیں چنانچہ کبریٰ شرح منیۃ المصلی وغیرہ میں اسی طرح لکھا ہے امام اور مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا لازم

ہے بغیر اس کے نماز ہی نہیں ہوتی سفری نماز ہو یا حضری مغلی یا فرضی بلا
سورہ فاتحہ صحیح ہی نہیں۔ دیکھو صحیح بخاری شریف امام کو سورہ فاتحہ
کے علاوہ کوئی سورہ پڑھنی چاہیے۔ مقتدیوں کو صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھنی
چاہیے۔ امام زور سے قرأت کرتا ہو اس نماز میں بھی مقتدی کو سورہ فاتحہ
لازم ہے، دیکھو ابوداؤد و صحیح مسلم۔ کسی ایک حدیث صحیح یا ضعیف میں
یہ وارد ہی نہیں کہ تم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ مت پڑھو یا آپ نے منع
فرمایا ہو اگر کسی بھائی کے پاس ہو تو ہمیں بھی بتا دے خدا اس کو اجر دیگا
ہم اس کا تہ دل سے شکریہ بجا لادیں گے

اذان نماز جب فرض کی گئی اور طائم پر ایمان والوں کیلئے مقرر
کرنے میں آئی تو اس کی طرف پہلک کو بلانا بھی ایک ضروری
کام ہوتا کہ سب مل کر خدا کے گھر میں جماعت سے نماز ادا کریں تو اس
فریضہ کے انجام دینے کیلئے اذان مقرر کی گئی

اذان کا طریقہ قبلہ رخ کھڑا ہو کر کسی اونچی جگہ پر اونچی آواز
والا آدمی کعبہ سے پہلے اَللّٰهُ اَكْبَرُ
چار مرتبہ کہے۔ پھر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ کہے
پھر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ دو دفعہ کہے۔ پھر
حَتّٰی عَلٰی الصَّلٰوۃ دو مرتبہ داہنی طرف گردن و منہ پھرا کر کہے پھر

تَحَّى عَلَى الْفَلَاحِ دو مرتبہ بائیں طرف منہ و گردن پھر اگر کہے پھر
 قبلہ کی طرف منہ کر کے اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو دفعہ کہے اور پھر لَا اِلٰهَ
 اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ کہہ کر اذان ختم کر دے یہ ہے اذان جس کو صحیح مسلم
 صحیح بخاری اور تمام صحاح والوں نے بیان کیا ہے فجر کی اذان میں
 تَحَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہے
 مسلم، اذان تزیح کے ساتھ بھی دینا آیا ہے (صحیح مسلم وغیرہ) تزجیج اس
 طرح ہے کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ چار مرتبہ زور سے کہنے کے بعد لفظ اَشْهَدُ
 اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ
 کو دھبی آواز سے دوبارہ کہے پھر انہیں کلوں کو پھر زور زور سے کہے
 اسی کو تزجیج کہتے ہیں تزجیج سے اذان کہنا صحیح مسلم میں ہے۔

ہمارے مذہبی بھائیوں نے اذان میں بھی حصہ داری تقسیم
 کر لیا ہے کہتے ہیں تزجیج ہم حنفیوں کیلئے نہیں شافعیوں
 کے حصہ میں ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس نبی نے تزجیج بتائی۔ وہ
 حنفیوں کا نبی نہیں ہوا وہ شافعیوں کا ہی نبی ہوا اگر وہ سب کا ہی نبی
 ہوتا تو پھر اس تقسیم کی ضرورت ہی کیا تھی۔ نبی کے حکموں میں تمام امت
 یکساں ہیں انصاف سے کہیے خداوند کریم نیک سمجھ دے خداوند کریم
 نے تو اپنے کلام پاک میں یوں فرمایا ہے مَا اَتَاكُمْ الرَّسُوْلُ

فَخُذْ لَهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَأَنْتَهُوْا۔ جب ترجیح بالاتفاق
 لی سی کی بتائی ہوئی ہے پھر یہ تقسیم کیسی؟ سوچنے کی بات ہے۔

اذان کا جواب اذان کا جواب دینا چاہیے جس طرح بوزن
 کہے اسی طرح کہا جاوے البتہ جب بوزن

حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہے تو اس کی جگہ لا حَوْلَ وَلَا
 قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہے (بخاری مسلم)

اس سے یہ نہ خیال کیا جاوے کہ اس کے پڑھنے سے ہم
 صرف شیطان کو ہی بھگا رہے ہیں بلکہ اس کا مقصد
 یہ ہے کہ مسجد کی طرف نماز کیلئے آنا جانا ہمارے بس کی چیز نہیں محض خدا
 وند کریم ہی کی طاقت کے بخشے سے ہے بارش اور سخت ہوا سرد چلتی ہو
 تو اذان میں اَلَا صَلَّوْا فِیْ رِحَالِکُمْ یَا صَلَّوْا فِیْ الرِّحَالِ
 دو دفعہ کہا جائے۔ (بخاری)

لوگ اذان کے جواب میں لفظ اَبِ حَمْدًا لِلّٰہِ سَلِّتَہُ
 وَالْفَضِیْلَہُ کے بعد اَلْدَّرَجَۃُ الرَّفِیْعَۃُ بڑھا دیا
 کرتے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اسی طرح الصَّلٰوۃُ
 خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں لفظ صَدَقْتَ وَبَدَرْتَ وَاِلٰہَ حَقِّ
 نَطَقْتَ کہا کرتے ہیں اور اللہ اکبر کے جواب میں جَلَّ جَلَالُہُ

کہتے ہیں یہ بھی بے اصل ہیں اسی طرح اذان میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے نام کو سن کر انگوٹھے چومتے ہیں اور آنکھوں میں لگاتے ہیں
 یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں یہ بات منصادی
 لوگوں سے لی گئی ہے اس لئے انجیل برنابا میں حضرت آدم علیہ السلام
 اپنے انگوٹھوں میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں
 کو لگایا کرتے تھے اور کہا تھا قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَا وَلَدِي مُحَمَّدٌ یہ
 ہے اس کی اصل مسلمانوں کی حدیث کی کتابوں میں اس کا کہیں
 ثبوت نہیں البتہ موضوعات کے مجموعوں میں یہ ضرور لکھا ہے دیکھو -
 تَذَكُّرَةُ الْمَوْضُوعَاتِ مُلَّا مُحَمَّدٌ طَاهِرُ فِتْنِي وَغَيْرُهُ -
 اذان ختم ہونے پر یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ
 التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اَنْتَ مُحَمَّدٌ الْوَسِيْلَةُ وَالْفَضِيْلَةُ
 وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّجْمُوْدًا اَنْ لِّدِي وَعَدْتَنِي (بخاری) اسی
 دعائیں لفظ وَالْذَّرَجَةِ الرَّفِيعَةِ اور آخر میں يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
 بھی بڑھا دیا کرتے ہیں ان کا بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ثبوت
 نہیں اذان کے بعد یہ بھی پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
 وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
 وَرَسُوْلُهُ - رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَبِ اِلِسْلَامِهِ دِيْنًا (مسلم)

تکبیر کا بیان نماز کھڑی کرنے کے وقت تکبیر کہنا چاہیے۔ تکبیر دو طرح آتی ہے ا۔ اللہ اکبر دو دفعہ

اور اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ اور اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ایک دفعہ حتیٰ عَلٰی الصَّلٰوۃ اور حَتّٰی عَلٰی الْفَلَاحِ دونوں ایک ایک بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ دو دفعہ اور اللّٰهُ اَكْبَرُ دو دفعہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ

(الوداد۔ دارقطنی) تکبیر کا دوسرا طریقہ یعنی اذان کی طرح صرف لفظ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ بڑھانے میں آئے گا یہ بھی حدیث میں آیا ہے مگر صحیح طریقہ وہی ہے جو آپ پہلے دیکھ چکے ہیں مگر ہمارے مذہبی لوگوں نے اہلری تکبیر شافعیوں کے حوالے کر دی اور دوہری تکبیر کو اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے حنفی شافعیوں کی اذان سے راضی نہیں شافعی حنفیوں کی تکبیر سے راضی نہیں نبی ایک قرآن ایک خدا ایک پھر یہ کھینچ تان کیسی سوچنے کی بات ہے۔

تکبیر کا جواب بھی تکبیر ہی کی طرح دینا چاہیے صرف جب مؤذن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے تو اس کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا کہنا چاہیے (الوداد)

رمضان شریف میں سحری کے ٹائم پر اذان کہنا حدیث سے ثابت ہے
(ابوداؤد)

تذکرہ بیمار یوں اور طاعون وغیرہ کے زمانے میں گلی گلی گھر گھر
مقامی جگہوں سے باہر شہر ہو یا آبادی کے گرد سورہ یٰسین
پڑھ کر ہر ہر مہین پر اذان فہنا عمت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم و
ائمہ دین سے ثابت نہیں خلائی اچھی سمجھ دے۔

سترہ کا بیان سترہ نمازی اور دوسرے کے درمیان آڑ
کرنے کو کہتے ہیں یہ مصلی کے سامنے ہو تو
پھر مصلی کی نماز میں کسی بھی قسم کا نقصان نہیں آتا اس کا اندازہ ایک
ہاتھ کی چیز ہونا چاہیے اگر کوئی چیز نہ ہو تو مصلی کے سامنے ایک
لیکری کافی ہے یہ لکیر کس طرح کی ہو، کسی صحیح موضوع حدیث میں
اس کا بیان نہیں آیا کسی نے کہا یہ لکیر عرض میں ہو کسی نے کہا
طول میں ہو کسی نے کہا چاند کی شکل میں ہو بہر کیف سترہ کیلئے صرف
لیکری بھی کافی ہے وہ کسی بھی طرح کی ہو یہ ابوداؤد وغیرہ میں ہے ہاتھ
کے برابر سترہ ہو تو کوئی چیز مصلی کی نماز میں خلل انداز نہیں ہو
سکتی (مسلم وغیرہ) مصلی کے آگے سے جانے والے کو روکنا چاہیے
نہ مانے تو دھکا دو مارو اور اس سے لڑو اس لئے کہ وہ شیطان

ہے (صحاح ستہ) سترہ بالکل قریب ہونا چاہیئے دور میں نہیں سترہ کے بالکل سیدھ میں نہ کھڑے ہوں سترہ دائیں ابرو یا بائیں میں ہو (مسند احمد - ابوداؤد)

صفوں کا بیان اکیلا مصلیٰ ہو یا امام اس کو توصف کی ضرورت نہیں ہو اگر قی البتہ مقتدیوں کو

صف کی ضرورت ہے امام کو لائق ہے کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے انہیں صفوں کے برابر کرنے کا حکم کرے (بخاری) صفوں میں کندھے سے کندھا قدم سے قدم ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر کھڑے ہوں۔ (بخاری) ابوداؤد حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم نبوی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے ساتھی سے پیر سے پیر کندھے سے کندھا ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر کھڑے ہوا کرتے تھے مگر آج ہم ملا تے ہیں تو سرکش نچر کی طرح بدک کر بھاگ جاتے ہیں اس حدیث کو امام الحدیث علامہ محمد بن اسماعیل نے روایت کیا ہے اس کو حنفیوں کے مستند علامہ محمود عینی نے بخاری شریف کی شرح میں جس کا نام عمدۃ القاری ہے بیان کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں بھی بیان کیا ہے

تنبیہ مسلم برادرو! اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر بنظر

غائر غور سے دیکھیں کہ یہ کام جو حضرات کر رہے ہیں پیروں سے جہاں
 پیر لگایا اچھوتوں اور سرکش نخر کی طرح کون بھاگتا ہے اپنے جی میں
 انصاف کریں اور خدا لگتی کہیں کیا واقعی اسلام میں بھی کسی قسم کی
 چھوت چھات ہے؟ ہم جس امام کے ماننے والے ہیں کیا واقعی انہوں نے
 پیروں کے ملانے کو منع کر رکھا ہے؟ اگر ہے تو واقعی ہم اس امام کے
 صحیح معنوں میں پیروکار ہیں اور اگر نہیں تو یہ امام کی تابعداری کا
 دعویٰ صحیح ہو گا یا غلط فتح القدیر ہدایہ کی مشہور شرح جو حنفیہ کے ایک
 مستند عالم کی لکھی ہوئی ہے اس میں صفوں کے طریقے لکھے ہوئے
 ہیں اس میں پیر سے پیر ٹخنے سے ٹخنہ ملانے کا بیان واضح طور پر لکھا
 ہے۔ علامہ برکلی ایک حنفی گزرے ہیں انہوں نے ایک کتاب
 بنام معدل الصلوة لکھی ہے جس کی تعریف فتاویٰ شامی میں
 بھی ہے اس میں بھی صفوں کے طریقے میں صاف پیر سے پیر کندھے
 سے کندھا ٹخنے سے ٹخنہ ملانے کا کھلم کھلا لکھا ہے یہ کتاب
 لاہور میں چھپ چکی ہے ہر انسان دیکھ سکتا ہے نہ معلوم شیطان جیم
 علیہ اللعنة نے یہ بیماری کیا سمجھ کر ان مذہبوں میں گھیسڑ دی خدا ہی
 اس کا تدارک کرے۔

امام محمد اپنی کتاب الآثار ص ۶۱ میں ابراہیم نخعی سے بیان

کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ صفیں برابر کرو اور کندھے سے کندھا ملاؤ اور بالکل مل کر کھڑے رہو ورنہ شیطان چھوٹی ذات کی سیاہ بکری کے بچہ کی شکل میں آتا جاتا رہے گا امام محمد نے فرمایا صف میں خلل (یعنی جگہ) نہیں رکھنا چاہیے اور برابر کرنا چاہیے امام ابو حنیفہ کا بھی یہی مذہب ہے اس سے صاف واضح ہو گیا کہ جس طرح آج کل لوگ مل کر کھڑے نہیں ہوتے اور پیر سے پیر ملانے کو برساتتے ہیں اور دور دور کھڑے ہوتے ہیں اگر ذرہ برابر بھی کسی کے پیر سے پر لگ گیا تو فوراً دور بھاگتے ہیں اچھوتوں کی طرح یہ حضرت امام اعظم کا بھی طریقہ نہیں۔

مسلم برادر و! یہ ہمارے ائمہ اربعہ کا بھی طریقہ نہیں اور نہ ہی ان کا فرمان مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب بہشتی گوہر حصہ ۱۱ ص ۹۹ میں لکھتے ہیں صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہیے بیچ میں خالی جگہ نہ رہنے دیں یہ بات امام و مقتدی مسائل ۱۶ میں لکھی ہے مولانا موصوف اپنی کتاب بنام تعلیم الدین ص ۲۲ عل ۵ میں فرماتے ہیں صف کو خوف سیدھی کریں اور برابر مل کر سیدھے کھڑے رہو بہار شریعت ص ۱۳ جلد ۲ میں ہے صفیں برابر سیدھی ہونی چاہیے بیچ میں کہیں جگہ نہیں رہنا چاہیے اور ص ۱۲ جلد ۳ میں ہے جو

قدم صف کی کھلی جگہ کے بند کرنے میں چلتا ہے اس سے کوئی قدم
 بہتر نہیں اور لکھا ہے کہ صف کی خالی جگہ بند کرنے والے کی بخشش
 ہوگی اور ص ۱۲ جلد ۳ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث لکھی
 ہے اس میں فرشتوں کے صف باندھنے کے متعلق کہ وہ صفوں کو پوری
 کرتے ہیں اور صفوں میں مل کر کھڑے رہتے ہیں 'اسلم'، 'الوداد'، ابن
 ماجہ، میرے محترم برادران اسلام! اس سے زیادہ وضاحت کیا
 چاہیے جو لوگ نمازیں پیروں کو ملانے سے دور بھاگتے ہیں نہ معلوم
 وہ نبی آخر الزماں کی امت ہیں اور کس امام کی وہ پیروی کرتے ہیں کیا
 دو دور کھڑا ہونا نبی آخر الزماں کے فرمان سے ہے اسی طرح ائمہ
 اربعہ سے بھی ثابت ہے؟ اگر ثابت نہیں تو پھر یہ کہاں سے نکال لیا
 اس بیماری میں عالم اور جاہل سب مبتلا ہیں جاہلوں پر تعجب نہیں بڑا
 تعجب تو مولویوں پر ہے اور ہونا بھی چاہیے مولویوں کی گردنیں پکڑو
 ان سے کہو کہ اپنے امام صاحب سے ہمیں اس بات کو بتائیں۔ ورنہ
 پچائے جاہلوں کی نمازیں کیوں برباد کرتے ہو کچھ تو خدا کا ڈر رکھنا چاہیے
 یہ جھوٹا تھا ابلیس لعین کی نکالی ہوئی ہے خدا اور رسول اور ائمہ دین نے
 نہیں بتایا خدا سمجھ دے۔

نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ سب سے پہلے قبلہ کی طرف منہ

کو ناجائز سمجھتے۔ اختیاری طور پر اس میں تو کسی بھی اہل قبلہ کا اختلاف
 ہی نہیں اس کے بعد دل کے خالص ارادے سے دونوں ہاتھوں کو اٹھا
 کر دہانے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھیں یا باندھیں اس میں کسی اہل قبلہ
 کو کسی اہل سنت والجماعت سے اختلاف نہیں یاد رہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھوں کو چھوڑ کر نماز پڑھنا جس طرح رافضی
 و مالکیہ پڑھتے ہیں کسی ایک حدیث صحیح سے ثابت نہیں امام مالک نے
 اپنی موطا میں ہاتھ باندھنا ہی بیان کیا ہے رہا یہ امر کہ ہاتھ کہاں
 باندھے اس میں اختلاف ضرور ہوا ہے مگر صحیح روایت سے جس کی صحت
 پر موافق و مخالف دونوں ہی متفق ہیں وہ سینہ پر باندھنا ہے۔ سینے
 پر باندھنے کی حدیث ابن خزمیہ میں دائل بن حجر صحابی شاہ یمن سے
 مرفوعاً وارد ہے چنانچہ بلوغ المرام وغیرہ میں مذکور ہے سینے کی رتو
 کی تائید میں مسند احمد و بزار میں بھی وارد ہے ناف کے نیچے باندھنے
 کی روایت بالاتفاق حنفیہ شافعیہ ثابت نہیں شرح مسلم امام نووی اور
 فتح القدیر شرح ہدایہ ابن الہمام ملاحظہ ہو مزید تسلی و تمشق کھیلے
 علامہ محمد حیات سندھی حنفی کا رسالہ فتح النفور کو ملاحظہ فرمائیں۔ بعض
 ہمارے حنفی بھائیوں نے ابن ابی شیبہ کی روایت دیکھ بن الجراح
 کے طریق سے تحت السرة بیان کر کے بڑے ہی ظمراق سے اس کی صحت

کا دعویٰ بھی کر دیا ہے۔ مگر شوق نیسوی حنفی نے آثار السنن میں انصافؑ
 اس کی تردید کر دی ہے جس سے تصحیح کرنے والوں کی بیخ کنی
 بخوبی ہو جاتی ہے مگر انصاف شرط ہے بہر کیف ناف کے نیچے کی روایت
 مرفوعاً ثابت نہیں ابراہیم نخعی کے اقوال ہیں کسی منحلے نے ان آثار کو
 دیکھ کر مرفوع میں بھی بڑھا دیا ہے اس امر کی وضاحت حضرت علامہ
 محمد حیات سندھی ہی نے محمد قاسم سندھی کی تردید میں نہایت تحقیق و
 انصاف سے بیان کر دیا ہے تبکیر بنی اللہ اکبر کہتے وقت دونوں
 ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاوے (بخاری و مسلم)

تنبیہ رفیع الیدین کے وقت ہاتھوں کی پھیلی قبلہ رخ ہو اور
 انگلیاں کھڑی اور کشادہ ہوں تبکیر کہہ کر دونوں ہاتھوں
 کو باندھ لے (ترمذی وغیرہ) اس کے بعد کچھ دیر چپ رہے اس
 درمیان میں اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا
 بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا
 كَمَا يُنْقَى الثُّوبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ
 خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالسَّلْجِ وَالْبَرْدِ پڑھے (بخاری و مسلم) اسکے بعد
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ زور سے یا آہستہ سے پڑھ کر قرأت شروع
 کرے دونوں طرح ثابت ہے محدثین کا صحیح مسلک آہستہ کا ہے۔

تنبیہ نماز کیلئے زبان سے نیت کرنا جس طرح لوگوں میں رائج ہے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور خلفاء راشدین
 رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اسی طرح چاروں اماموں سے ثابت نہیں
 بدعت ہے (فتاویٰ شامی زاد المعاد فتح القدیر ابن الہمام وفتویٰ
 امام ابن تیمیہ) علامہ امیر ابن الحاج شارح منیۃ المصلی نے بھی اس کی
 اماموں سے نفی کی ہے درختارہ والے نے صاف لکھ دیا ہے کہ یہ سنت
 مشائخوں کی ہے منہ سے نیت کہنے کی سنت نبوی نہیں علامہ حموی نے
 اشباہ والنظائر کی شرح میں ان لوگوں کی گردن مانے کا بھی لکھا ہے
 دعائے استفتاح اور بھی اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ الْخ کے
 تنبیہ علاوہ آتی ہے مگر جس کی صحت پر علماء حدیث کا اتفاق ہے
 وہ تو اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ الْخ ہی ہے اگر کوئی دوسری دعا بھی پڑھ لے تو
 اس کو منع نہیں کر سکتے البتہ جس کی صحت متفق علیہ ہو وہ چیز اعلیٰ ہوا
 کرتی ہے۔

دعا استفتاح کے بعد سورہ فاتحہ اور جو قرآن شریف سے اس کو
 آسان ہو پڑھے اس میں کسی قسم کی بندش نہیں (مسلم وغیرہ)
 امام اور اکیلے کیلئے سورہ فاتحہ پڑھ کر کوئی بھی سورہ
 تنبیہ پڑھنے پر تو کسی کا اختلاف نہیں البتہ امام کے پیچھے مقتدیوں

کے سورۃ فاتحہ پر مذہبیوں نے جھگڑے پیدا کر رکھے ہیں۔ فرمان نبوی میں تو کٹھنی کا جھگڑا نہیں آپ کا ارشاد گرامی بھی ہے کہ تم میرے پیچھے جب میں زور سے پڑھوں کچھ مت پڑھو صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھنا اس لیے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یہ حدیث ابوداؤد میں اور دوسری بھی تھلا کی کتابوں میں ہے کسی ایک حدیث میں نہیں آیا کہ تم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ مت پڑھو ہاں اتنا ضرور ضعیف روایت میں ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے مگر اس میں تو بھولے سے بھی سورہ فاتحہ کا نام نہیں ہے علامہ حنفیہ کے مستند علامہ عبدالحی لکھنوی نے بھی اِمَامُ الْکَلَامُ اور غُیْثُ الْغَمَامِ اور تَوَلَّیْتُ الْمُهَاجِدِیْنَ میں بڑے زوروں سے دعویٰ دائر کیا ہے کہ کسی ایک مرفوع صریح حدیث میں یہ نہیں آیا کہ تم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ مت پڑھو صرف قرأت کی نفی سے سورہ فاتحہ کی نفی نہیں ہو سکتی عام سے خاص ہوا کرتی ہے خاص سے عام نہیں یہ اصولی بات ہے ہم لوگ بھی یہی کہتے ہیں لَا قِرَاءَةَ مَعَ اِمَامٍ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے یعنی امام کے ساتھ قرأت نہیں آگے پیچھے کی کوئی نفی نہیں کر سکتا ہے انصاف کی ضرورت ہے اور یہ بات بھی مانی ہوئی ہے کہ مرفوع حدیث کا مقابلہ موقوف نہیں کر سکتی صحیح صریح کا مقابلہ بھی غیر صحیح نہیں کر سکتی چہ جائیکہ مراسیل اس اصول میں کسی کا بھی

تو اختلاف نہیں اگر ہمارے کسی حنفی بھائی کے پاس مرفوع صریح صحیح ہو تو وہ پیش کرے ہیں حق سے عداوت نہیں نفسانیت کو دخل دینا بے دینی کا ہی تو کام ہے امام محمد جیسی ہستی نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کو جائز بلکہ مستحسن فرمایا ہے مگر یہ کام ہٹ دھرم حنفی احبابوں کو کہاں پسند آسکتا ہے امام محمد کی بات کو بھی نہیں تسلیم کرتے۔ بلکہ امام اعظم سے آہستہ والی نماز میں آخر کی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کی اجازت حنفی ہی مذہب کی کتابوں میں وارد ہے مولانا عبدالحی لکھنوی کی کتاب إمام الکلام ملاحظہ ہو یہ طریقہ بہت سے حنفیوں کے علماء سے بھی ثابت ہے ہدایہ جیسی مستند کتاب حنفیہ میں امام محمد سے امام کے پیچھے پڑھنے سے مستحسن قرار دیا تھا مگر متعصب حنفیوں نے ہدایہ ولے کی بات کو بھی رد کر دیا علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے ہمارے اصحاب نے تمامی نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھنے کو احتیاط بتایا ہے ملایحون نور الالوار کے مصنف تفسیرات احمدیہ میں نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے پڑھنے کو ایک جماعت صوفیہ اور مشائخ حنفیہ سے ثابت کیا ہے حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی مشہور اولیاء اللہ سے اور مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد حضرت شاہ عبد الرحیم اور شیخ التسلیم بھی امام کے پیچھے سورہ

فاتحہ پڑھتے تھے حضرت شاہ عبدالعزیز کا ایک متی فادسی میں حضرت مولانا یعقوب
 مہاجر مکی نے نقل کیا ہے جو کلمہ میں چھپا تھا اس میں نہایت وضاحت
 سے سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کو ثابت کیا ہے اور لکھا ہے
 کہ جب امام الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہے تو اس کے بعد مقتدی بھی
 الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہیں اسی طرح سورہ فاتحہ پڑھتا جاوے
 ہمارے حنفی بھائیوں کے پاس صحیح معنوں میں ایک بھی حدیث سورہ
 فاتحہ کے منع ہونے میں ہے ہی نہیں فضول بیکار باتوں سے صحیح
 حدیثوں کو رد کرنا چاہتے ہیں اپنے مذہب کی صرف لاج رکھنے کیلئے
 ان اپنا پناہ معاوضہ میں لے آیا کرتے ہیں اگر ذرہ برابر شرم ہوتی تو کبھی
 بھی اس قسم کی باتیں صحیح صریح کے مقابلہ میں نہ لاتے
 یاد رہے کہ اہل حدیث اس امر پر متفق ہیں کہ امام کے پڑھنے کے وقت
 ساتھ ساتھ نہ پڑھنا چاہیے خداوند کریم کا بھی یہی حکم ہے اور مسلم شریف
 کی حدیث وَإِذَا قَرَأْتَ فَأَنْصِتُوا کا بھی یہی مقصد ہے کہ جب امام
 پڑھے اس وقت اس کے ساتھ مت پڑھو إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ میں
 لفظ إِذَا کا جو وارد ہے وہ إِذَا وقتیہ ہے ہمارے امام اعظم کے
 نزدیک اس کا ترجمہ بھی ہمارے تمام مترجمین قرآن ہی کرتے ہیں
 جب قرآن پڑھا جاوے اس وقت چپ رہیں۔ علامہ سید احمد

طحاوی نے اپنی شرح مراقی الفلاح میں تفصیل سے لکھا ہے اور لکھا ہے کہ امام کے پڑھنے کے وقت ہی منع ہے بعد میں نہیں۔

مسلم برادر و! ہم اس کے بال برابر بھی خلاف نہیں کرتے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی نے روز روشن کی طرح صاف وضاحت سے لکھ دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مرفوع صریح حدیث سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کی ممانعت میں ہے ہی نہیں اگر کسی بھائی کے پاس صحیح صریح حدیث ہو تو وہ ہم سے ایک ہزار روپیہ انعام لے جا دے جس طرح امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی روایت صحیح صریح دارہم دیکھو ابو داؤد وغیرہ میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک نہیں لاسکو گے۔ پھر فضول لوگوں کی نمازوں کیوں برباد کرتے ہو خدا سے ڈرو ایک روز خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے برادر و! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تو منہ دکھانا ہے اس وقت کیا شرمندگی نہ ہوگی سوچ سمجھ لا خداوند کریم نیک سمجھ دے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا جہری نماز میں بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان سب حضرات سے ثابت ہے۔ دیکھو تفسیر خازن اور تفسیر کبیر امام رازی اور تفسیر نیاپوی و طحاوی شریف، مسلم برادر و! کیا خلفاء راشدین کی سنت نہیں عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِی

وَسُنَّةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ كُفَىٰ أَوْرَاقًا كَيْلُهَا بِتَرَفِجٍ بِالْإِتِّفَاقِ حَسَنَتْ
 ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں دیکھو ہدایہ کی شرح حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ کے زمانے میں لوگ پڑھتے تھے انھوں نے پھر بھی اول رات مسجد میں نہیں
 پڑھی بچھلی رات کو گھر میں پڑھتے تھے مگر پھر بھی عَلَیْکُمْ بِسْنَتِیْ کا رائج امر
 الایۃ ہی پھرتے ہیں اور یہاں تو ان کا حکم اور عمل موجود ہے مگر جوں تک
 نہیں رہی گئی اور حدیث عَلَیْکُمْ بِسْنَتِیْ کی آواز نہ نظر آتی ہے کسی کے
 بھولے منہ سے بھی آواز سنائی نہیں دیتی آخر کیوں کچھ تو فرمائیے ان خلفاء کی
 سُنَّتِ پر کیوں عمل نہیں کیا جاتا خدا سمجھ دے۔

تنبیہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ آہستہ اور زور سے پڑھنا دونوں
 طرح آیا ہے۔ البتہ آہستہ کی روایتیں بہت مضبوط اور قوی ہیں محدثین کا عمل آہستہ ہی
 ہے گوزر سے پڑھنے کو جائز کہتے ہیں ہم حنفیہ اور شافعیہ کی طرح تقسیم نہیں کرتے بشافعیہ

کے حصہ میں زور سے آگئی اور حنفیہ کے حصہ میں آہستہ فرمائیے نبیؐ ایک پھر تقسیم کیسی۔
آپ بھی کبھی زور سے کبھی آہستہ پڑھ دیا کریں تقسیم کی ضرورت ہی کیا۔ مگر خدا سمجھ دے
یہ تب ہو سکتا ہے جب تفرقہ بازی کو چھوڑو۔

سورۃ فاتحہ سے جب فارغ ہو جائے تو آمین زور سے کہو (جھجھکا کر نہیں) امام مہدی
دونوں ہی کہیں (بخاری)۔ ہمارے حنفی بھائیوں کو آمین کی آواز ایک تیز اور بندوق کی گولی اور
پھری کی طرح لگتی ہے جاہل بجا پرس تو کیا کہیں نام نہاد عالم ہند کہ جہالت سے کام لینے
ہیں بالکل ہی تنگدلی سے کام لیتے ہیں انھیں قدرے دل کو فراخ کرنا چاہئے۔ بیچارے
جہلا کو تو جلا یا نہ ہو۔

مولانا ابوالرحمنؒ لکھنوی اپنی کتاب سواۓ شرح وقایہ کے چھاپیں لکھتے ہیں،
بہت کچھ غور فکر کرنے کے بعد ہم کو واضح ہوا کہ زور سے آمین ہی بات زیادہ صحیح ہے اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے موافق ہے اور آہستہ آمین کہنے کی ضعیف روایت صحیح حدیثوں
کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کے کہنے کی کیا ضرورت کہ کبھی زور سے کہے یا یوں کہ زور سے
آمین تعلیم کے غرض سے تھی۔ یہ باتیں کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں اور یہ کہا کہ زور سے
آمین شروع اسلام میں تھی بالکل بے دلیل اور پھر باتیں ہیں اس لئے
کہ امام حاکم نے اپنی مستدرک کتاب میں وائل بن حجر کی حدیث کو صحیح کہا ہے
اور یہ اخیر زمانہ میں اسلام سے مشرف ہوئے ہیں۔ یہ بات ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری
شرح بخاری میں لکھی ہے اور ابراہیم نخعی کی بات مرفوع حدیث

کا مقابلہ نہیں کر سکتی یہ سحایہ میں ہے اور تعلق المجدد میں ہے انصاف کی بات تو یہی ہے کہ زور سے آمین کی روایت صحیح ہے یہ تو ہمارے حنفی عالم کا لکھنا ہے اب میں آپ کو احادیث نبوی لکھ کر بتاتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی لوگ بہت ہی حسد کرنے والی قوم ہے یہودیوں نے مسلمانوں سے جس قدر آمین پر حسد کیا کسی چیز پر حسد نہیں کیا اور آپس کے سلام کرنے پر بھی اور صف بندی پر بھی۔ کنز العمال ج ۹ امام سیوطی نے اپنی کتاب جامع الجوامع میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں میرے بعد ایسے لوگ آویں گے کہ وہ لوگوں کو اپنے مولویوں اور پیشواؤں کی باتوں کی طرف بلائیں گے اور خود بھی اس پر عمل کریں گے اور مسلمانوں سے امام کے پیچھے آمین کہنے پر حسد کریں گے جس طرح یہودیوں نے حسد کیا ہے آپ نے فرمایا: اولئک یشود هذه الامۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاد رکھو میری امت کے یہی یہودی ہیں تین مرتبہ فرمایا یہ روایت امام سیوطی نے صحیح ابن السکن اور صحیح ابن القطان سے بیان کیا ہے یہ کتاب دنیا میں موجود ہے حیدر آباد اور مدینہ منورہ کے کتب خانوں کی زینت ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ قوم یہود نے

جس طرح آئین اور آپس میں سلام پر حسد کیا کسی اور چیز پر نہیں کیا
 سنن امام بیہقی میں ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ نے ان
 سے فرمایا اے عائشہ مجھے خبر ہے کہ یہودیوں نے ہمارے سے کیوں حسد کیا
 ہم کو خداوند کریم نے اپنی کتاب کی ہدایت کی اور وہ گمراہ ہو گئے
 اور خدا نے ہم کو جمعہ کی ہدایت کی اور وہ اس سے گمراہ ہو گئے۔ اور
 امام کئی چھ آئین کہنے پر۔ برادران اسلام یہ ہے حسد کا سبب
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا یہودیوں نے جس قدر آئین پر حسد کیا اتنا
 کسی پر نہیں کیا لہذا خوب آئین کہا کرو۔

تنبیہ
 اے برادران اسلام خدا لگتی کہیں انصاف سے
 کہیں گریبان میں منہ ڈال کر کہیں آئین کو سن کر کن کن
 بھائیوں کے دل میں برے خیالات آتے ہیں آئین سے چڑ کر کون
 حضرات ان کہنے والوں پر ہاتھ چالاک اور مار پیٹ کرتے ہیں آخر
 یہ بات کیا ہے اور کیوں دست و فرشتے بھی آئین کہتے ہیں کہنے والوں
 کی آئین ان فرشتوں کی آئین سے موافقت کر جاتی ہے تو اگلے
 پچھلے گناہ تک معاف ہو جاتے ہیں۔

(بخاری مسلم)

تذکرہ آمین کہنے کی جگہ وَلَا الضَّالِّینَ کے بعد ہے (بخاری)
 آمین کو قرآن سے جدا کرنا چاہیئے بعض احباب عالم اور
 جاہل ایک ہی سانس میں دلائل الضالین کے ساتھ آمین کہا کرتے ہیں۔
 سخت غلطی کرتے ہیں۔

سورہ فاتحہ اور سورتوں سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو اٹھا
 کر رکوع میں جاوے تکبیر کے ساتھ تکبیر کو رکوع میں ختم کرے (بخاری)
 رکوع میں جھک کر ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے (بخاری و مسلم) اور
 ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کر کے لٹکھیں رکھیں (ابوداؤد، نسائی، ترمذی)
 سر اوپر پیٹھ برابر رکھیں کبڑوں کی طرح نہ کرے نہ ہی سر اونچا ہو اور نہ
 ہی سر بالکل نیچا ہو اس طرح کہ اگر پانی دکھا جاوے تو آگے تہیچھے
 نہ اتر جاوے (ابن ماجہ) ہاتھوں کو تانت کی طرح منلوں سے جدا
 رکھیں (ابوداؤد) رکوع میں زیادہ تر سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَ
 بِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي کہتا رہے (بخاری، مسلم) رکوع میں
 سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ بھی کہنے کیلئے آیا ہے (نسائی وغیرہ) اس
 میں وَبِحَمْدٍ بھی اس کے بعد آیا ہے (ابوداؤد) تسبیحوں کی گنتی
 دس آتی ہے (احمد، نسائی، ابوداؤد) تین مرتبہ بھی آیا ہے یہ کم
 سے کم ہے اور آخری ادنیٰ درجہ ہے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

رکوع نہایت اطمینان سے کرے (صحیحین) رکوع سے سر اٹھاتے وقت
 سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور سر اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھائے
 (بخاری مسلم) کھڑے ہو کر اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا
 طَيِّبًا مُّبَارَكًا فَيُذَكِّرُ کہے (بخاری) مقتدی بھی کہے (بخاری) رکوع
 سے بالکل سیدھے کھڑا ہونا چاہیے جس سے ہر ایک اعضا اپنی اپنی
 جگہ آجائے۔ (بخاری)

تذکرہ مُبَارَكًا فَيُذَكِّرُ کے بعد مُبَارَكًا عَلَیْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبَّنَا
 وَيَرْضَىٰ بھی آیا ہے (فتح الباری- سنن) اور یہ دعا بھی
 اَنِّیْ ہِیَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ
 الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ اَللّٰهُمَّ لَا مَنَافِعَ
 لِمَا اَعْطِیْتَ وَلَا مَعْطٰی لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ
 الْجُدُّ (صحیح مسلم) اس کے بعد تکریر کہتے ہوئے سجدہ میں جاتے تکریر کو سجدہ
 میں جا کر پوری کرے (بخاری) سجدہ میں جاتے وقت پہلے زمین پر
 ہاتھوں کو رکھے (بخاری) اگر کوئی گھٹنے کو پہلے رکھے تو وہ بھی جائز ہے
 (سنن)

تذکرہ مذہبیوں نے تقسیم کر لیا ہے وہ اس طرح کہ شافعی پہلے
 ہاتھ کو رکھے اور حنفی پہلے گھٹنے کو دونوں باتیں حدیثوں

میں آئی ہیں مگر صحیح مسلک محدثین کا ہاتھوں کو پہلے رکھنا ہے صحیح بخاری شریف کا بھی یہی سلسلہ ہے سجدہ میں کہنی کو مغللوں سے اور پیٹ کو رالوں سے جدا رکھے (بخاری مسلم) منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے (مسلم) یا ہاتھوں کو کاندھوں کے نیچے رکھنا (بخاری) کتوں کی طرح کہنیوں کو زمین پر نہ پچھاوے۔ (بخاری مسلم) سجدہ سات اعضاء پر کرے۔ پیشانی و ناک ۳۔ دونوں ہاتھ ۵۔ دونوں گھٹنے ۷۔ دونوں پیروں کی انگلی (بخاری) انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے (ابن حبان صحیح ابن خرمیہ حاکم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خُب
کثرت سے پڑھے۔ (بخاری مسلم) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى بھی آیا ہے

حدیثوں میں تین مرتبہ آیا ہے مگر صحیح نہیں تین سے زیادہ پڑھنا ہی صحیح ہے رکوع اور سجدے میں قرآن شریف پڑھنا منع ہے (مسلم) سجدہ میں پیشانی ناک کو زمین پر برابر ٹکانا چاہیے اور ہاتھوں کو پہلو سے جدا رکھے۔ (ترمذی) خوب ہی اطمینان سے سجدہ کرے سر تکبیر کے ساتھ اٹھاوے (مسند امام احمد - ترمذی) کوڑوں کی ٹھونگیں نہ مارے (ابوداؤد - نسائی) دو سجدوں کے درمیان باتیں پیر کو پچھا کر اس پر بیٹھ اور داہنا پیر کھڑا رکھے کل اعضاء اپنی اپنی جگہ پر آجاوے اور راحت لے (مسند احمد - ترمذی - نسائی ابن ماجہ)

قعدہ میں بیٹھے تو داہنے ہاتھ کو داہنی ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں
سیر کی ران پر رکھے اور داہنے ہاتھ کا حلقہ بنا دے اس طرح کہ پنج
نگلی کے پورے کے سرے کو انگوٹھے کے پورے پر اندر کی جانب
رکھے اور تشہد کی انگلی کھڑی کر کے اشارہ کرے اور کہنی کو ران
سے علیحدہ رکھے۔ (مسند احمد عبد الرزاق) اس جلسہ میں **اَللّٰهُمَّ**
اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ پڑھے۔
(البداء)

تسلیم ہر دو سجدوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیٹھنا ثابت ہے شامی فتاویٰ میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا اس وقت بیٹھنے کو البداء سے بیان کر کے امام حاکم سے
اس حدیث کی صحت بیان کی ہے نہ بیٹھنے کی کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت نہیں جو نہ بیٹھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح خلاف
ورزی کرتا ہے اس بیٹھنے کے بعد تکبیر کہتے ہوئے دوسرے سجدے
میں جانے سجدہ میں جس طرح پہلے کیا ہے اسی طرح اس سجدہ
میں بھی کرے پھر تکبیر کہہ کر سر سجدہ سے اٹھائے (بخاری) سجدہ
کے بعد برابر بیٹھ کر ہاتھوں کے سہاڑے کھڑا ہو۔ یعنی زمین پر ہاتھ ٹیک
کر کھڑا ہو (بخاری) پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدہ کے بعد

راحت سے بیٹھ کر پھر کھڑا ہو۔ (بخاری)

نوٹ

اس بیٹھنے کو جلسۂ استراحت کہتے ہیں ہمارے حنفی
برادران کہتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعیفی
اور بڑھاپے کی وجہ سے کیا تھا۔ اس کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ اس
جلسہ کا راوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر میں اسلام لایا تھا۔ جسے
مالک بن حویرث کہتے ہیں یہ بات ہدایہ میں ہے۔ سوچنے کی بات ہے
کہ اس راوی کی روایت کو بڑھاپے کیلئے کہہ تو دیا مگر میرے برادر واپسی
رفع الیدین کا بھی تو راوی ہے انہی صحابی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا۔ صَلُّوا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُحْصِیْ یعنی جس طرح تم نے
مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے ویسے ہی اپنے وطن میں جا کر نماز پڑھنا
جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے اب انصاف سے کہیں تو ہمارے بھائی
کہا کرتے ہیں کہ رفیع الیدین مسوخ ہے پہلے شریع اسلام میں تھا۔ صحیح
ہے یا غلط علامہ ابوالحسن سندھی نے بخاری اور ابن ماجہ کے حاشیہ میں
انصاف کی باتیں لکھی ہیں اور صاف صاف لکھ دیا ہے کہ ہمارے حنفیوں
کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ انصاف کی ضرورت ہے اب مسوخ
کے راگ الاپنا اور اس کے گیت گاتے پھرنے کیا انصاف کا خون نہیں
تو لے اور کیا کہنا چاہیے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی حنفی سہایہ شرح وقایہ حلقہ میں فرماتے ہیں کہ رفع الیدین تمامی جگہوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ثابت ہے جس کا رد کرنا جائز نہیں۔ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی حجتہ اللہ بالغہ کے صفحہ ۷۷ میں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک رفع الیدین کرنے والے بہت پیارے ہیں نہ کرنے والے سے اوپر جس طرح بیان ہوا ہے اسی طرح تمام رکعتوں میں کرے (بخاری) اب دوسری رکعت قرأت کے ساتھ ہی شروع کرے یعنی دعائے استفتاح کی ضرورت نہیں۔ (مسلم) دو رکعت پڑھ کر تشہد پڑھے بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ داہنا پیر کھڑا کرے اس کی انگلی قبلہ کی طرف کرے اور بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھے (بخاری۔ ابوداؤد نسائی) بایں ہاتھ سے گھٹنہ پکڑے اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھے حلقہ اس طرح بنائے کہ بڑی انگلی کے سرے کو انگوٹھے کے پورے پر رکھے اور تشہد کی انگلی کو کھڑی کرے اور اپنی ران پر رکھے اس کو حلقہ کہتے ہیں اور اشارہ کرے (مسلم) انگلی ہی کی طرف نظر رکھے (احمد۔ ابوداؤد نسائی۔ ابن جبان) اور پھر التیمات پڑھے۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (بخاری و مسلم) اس سے فارغ ہو کر تکریم کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے اور کھڑے ہو کر رفع الیدین کرے پھر ہاتھوں کو باندھ لے (امام ابو داؤد، بخاری) آخر رکعت میں جب تشہد میں بیٹھے تو دائیں پیر کھڑکے اور انگلیوں کو قبلہ کی رخ موڑے اور بائیں پیر کو دائیں پیر کے نیچے سے نکال کر کوٹھے پر بیٹھے اس کو تورک کہتے ہیں ہاتھ کا حلقہ پہلے جس طرح بنایا تھا بنا کر دائیں ران پر رکھے اور تشہد کی انگلی سے اشارہ کرے آخر تک حلقہ قائم رکھے (بخاری وغیرہ) تشہد سے فارغ ہو کر درود پڑھے (ابو داؤد وغیرہ) وہ اس طرح ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ (بخاری و مسلم) اس جلسہ میں درود سے فارغ ہو کر دل میں جو آئے وہ دعا پڑھے (نسائی ترمذی)

سلام پھیرنے سے پہلے چار چیزوں سے پناہ مانگے ۱۔ عذاب جہنم
۲۔ عذاب قبر ۳۔ فتنہ حیات و ممات ۴۔ شریعہ الدجال (ابو داؤد، مسلم)
نسائی، ابن ماجہ (۱) لے لے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ

جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ
 شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ (سلم، الوداؤد) اس طرح بھی آیا ہے
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ
 الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ
 اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَآْثِمِ وَالْمَغْرَمِ (صحیحین) یہ دعا بھی آئی ہے
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
 اِلَّا اَنْتَ فَاعْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ
 اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ صحیحین تمام دعاؤں سے فاسخ ہو کر دہائی
 طرف السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے
 منہ پھرائے پھر بائیں طرف اسی طرح کہتے ہوئے منہ پھرائے۔ (سنن ابی
 سلام کے اخیر لفظ کو جزم کے ساتھ کہے۔ (احمد، الوداؤد)

تنبیہ ہمارے احباب ضعیفہ وغیرہ رحمۃ اللہ کی ہا کو اول میں پڑھتے
 ہیں اور دوسری کو جزم یہ رویہ غلط اور من گھڑت ہے
 اسی طرح ایک طرف درکاتہ کا لفظ بڑھاتے ہیں اور ایک طرف نہیں۔ یہ
 بھی لوگوں کی ایجاد ہے۔ بلکہ برکاتہ کا بھی لفظ وارد ہے دونوں طرف کہے
 (الوداؤد) سلام پھیرتے وقت اس طرح کرے کہ مصیبت کو رخسار نظر
 آئے (نسائی، احمد، ابن حبان رحمہم) وغیرہ سلام پھیرنے کے بعد

بلند آواز سے تین مرتبہ اللہ اکبر کہے (انسانی صحیحین) تین مرتبہ استغفر اللہ
کہے پھر اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكَتْ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامُ کہے (اسلم)

تنبیہ و اس میں اِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَخَيَّرَ بَنَّا بِالسَّلَامِ
یہاں وغیرہ بڑھایا کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہیں (مرقاۃ ملا علی قاری) موضوعات ملا علی قاری شرح منہ امام اعظم
ملا علی قاری شرح مصابیح علامہ حمزہ (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ کے
پڑھنے کے بعد قبلہ ہی کا طرف نہ بیٹھا ہے بلکہ دائیں بائیں یا مصلیوں کی
طرف منہ کر کے بیٹھے (بخاری) اونچی آواز سے یہ بھی کہے لَا اِلَهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ
هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ
وَلَا مُعْطٰی لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ
(اسلم) اور یہ بھی با آواز بلند کہے لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ
اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الشَّانُ الْحَسَنُ
لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ
الْكَافِرُونَ (اسلم)

تنبیہ
 دیوبندیوں نے ایک نئی رسم ایجاد کر رکھی ہے۔ اپنے
 بھائی بریلیوں کے مقابلہ میں انہوں نے ایک دعاء کمردی
 اس کی جگہ یہ کرتے ہیں کہ سلام سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر قبل ہی
 کی طرف بیٹھ کر کچھ دعا مانگ لیتے ہیں اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ کے
 بعد اور پھر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ حدیثوں سے ثابت نہیں ان لوگوں
 کی ایجاد ہے۔ اس بیماری میں جاہل ہی نہیں بلکہ عالم تک مبتلا ہیں
 قبلہ کی طرف بیٹھ کر نماز کا حدیث نبویہ دائرہ اربعہ سے بھی تو وارد نہیں
 اگر کسی خفی عالم کے پاس کوئی دلیل حدیث یا اپنے ہی امام سے ہو
 تو پیش کرے ہم اس کا شکریہ ادا کریں گے۔ میری آرزو تھی کہ کسی
 عالم کو کہتے ہوئے دیکھوں تو اس کی گردن پکڑوں اتفاق سے میرا
 ڈا بھیل جانا ہوتا لالہ ولے اونچے محلہ کی مسجد میں ایک مولوی یوسف
 پنجابی نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے بعد نماز وہی اپنی جماعت
 روش کی تمیل کرتے ہوئے یہ حرکت کی میں نے انکی خدمت میں ایک
 رقعہ لکھ کر پہنچا دیا کہ میں آپ سے اس غل پر کوئی حدیث کا مطالبہ نہیں
 کرتا ہوں بلکہ آپ اپنے مقتدا یا آپ کی کسی مستند کتاب سے اس غل
 کا ثبوت پیش کریں، فوراً آپ کی مستند کتابوں میں اس طرح وارد ہے
 میں نے چند کتابوں کے نام اور مضمون بھی لکھ دیا۔ پھر کیا تھا تیل میں

مٹھی ڈوب گئی اس سے قبل جب میں نے زبانی دریافت کر لیا تھا تو بڑے
 طیش میں آکر کہنے لگے میں ویسے نہیں بتاؤں گا۔ مناظرہ کروں گا
 جب میرا قصہ پہنچا تو وہ خوش و خرم دش کا فور ہو گیا۔ بلکہ عرصہ تک
 اپنے اس عمل کو ترک بھی کر دیا یہ مولانا فی الحال کراچی میں ہیں انہما
 دیوبندی اصحابوں کو دعائے ثانی کی بدعت مٹانے کی تدبیر سوچتی تھی
 مگر اس سے بھی ایک زبردست کام میں پڑ گئے اور خود مخترع ایک
 بدعت جدید کے موجد بن گئے۔ خدا رحم فرمائے نمازوں کے بعد بہت کچھ
 دعائیں پڑھنے کی آیتیں ہیں جس قدر چاہے پڑھ لے سُبْحَانَ اللّٰہِ
 ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۳ مرتبہ اور ایک
 مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَ
 لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مُّسْلِمٌ لَا اِلٰہَ
 اِلَّا اللّٰہُ کی جگہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۳ مرتبہ پڑھنا بھی آیا ہے (مسلم)
 درود و وظیفہ سے فرصت پا کر دعا مانگنے نماز فرض کے بعد
 تنبیہ دعا کرنا جائز ہے جو بدعت کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں اگر کوئی نہ اٹھائے
 تو نماز میں نقصان نہیں آتا ہر ایک مصلیٰ اپنی اپنی حاجت خدا سے مانگے
 جس کی جیسی ضرورت ہو ہاں جو لوگوں میں مروج ہے کہ امام مسجد دعا کرے

اور تمام مقتدی آمین آمین کہتے رہیں یہ طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں چنانچہ اس کی وضاحت امام ابن القیم رحمہ نے زاد المعاد اور صاحب قاموس نے سفر السعادت اور مولانا عبدالحی صفا دہلوی نے اس کی شرح صراط المستقیم میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ یہ رسمی طریقہ ہے اہل بدعت سے تو کسی قسم کا تعجب ہی نہیں تعجب تو اس جماعت پر ہے جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں ان میں بھی یہ رواج عام ہو گیا ہے۔ بلکہ مصلی امام کی دعا کے منظر رہتے ہیں اگر کسی نے ہاتھ نہیں اٹھایا تو امام سے بدظن ہو جاتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا ہی اچھی سمجھ دے ہر ایک مصلی کا حق ہے کہ وہ اپنی اپنی حاجتیں خداوند کریم سے مانگے اور جو نہ مانگے وہ اس کی مرضی پر ہے۔

نماز میں سہو معنی بھول کا بیان

آدمی کو نماز میں شک ہو اور یہ یقین نہ ہو کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو شک کو نکال ڈالے اور جتنی نماز پر یقین ہو اس کو قائم رکھے اور جتنی گئی ہو پڑھ لے اور پھر دو سجدے سہو کے کر لے یہ سجدے شیطان کو ذلیل کرنے کی چیز ہو جاتی ہے (مسلم)

جس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہوں اس کو چاہیے کہ دو سجدے

کر کے سلام پھیر دے (صحیحین) کسی آدمی نے اگر بھول کر دو پر سلام پھیر دیا اور بات چیت بھی کر ڈالی ہو تو یا د آنے پر چھوٹی ہوئی پڑھ لے اور دو سجدے کر لے اور سلام پھیر دے (صحیحین) سہو کے سجدے میں تشہد نہیں (بخاری) سہو کے سجدے کیلئے تکبیر بھی کہے (بخاری) جس طرح فرضوں میں سہو کیلئے سجدے ہیں اسی طرح نفلوں میں بھی ہیں۔ (بخاری) تشہد سے پہلے بھی سجدے درست ہیں یعنی سہو کے سجدے کر کے تشہد پھر پڑھے (الوداؤد - ترمذی) سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے سجدے کرتے پھر تشہد نہیں۔ (ترمذی)

تنبیہ ہمارے حنفی بھائی ایک طرف کا سلام پھیر کر سجدہ سہو کرتے ہیں آدمی تشہد پڑھے کے پھر دوبارہ تشہد پڑھتے ہیں۔ یہ احادیث نبویہ سے ثابت نہیں۔ ہدایہ والے نے بھی دونوں طرف ہی سلام کو لکھا ہے۔ پہلے تشہد میں بھول کر کھڑا ہو جائے اگر یاد دلایا گیا اور وہ پورا کھڑا نہیں ہوا ہے تو بیٹھ جائے اگر پورا کھڑا ہو گیا تو نہ بیٹھے بعد میں دو سجدے سہو کے کر لے پہلے میں سجدہ سہو نہیں (احمد، الوداؤد، ابن ماجہ) زور کی نماز کو اگر آہستہ پڑھ دیا یا آہستہ کی نماز زور سے پڑھ دیا اس میں سجدہ سہو نہیں ہے (طبرانی کبیر، مجمع الزوائد) سجدہ سہو امام کے بھولنے پر لازم ہوا کرتا ہے مقتدیوں کے بھولنے پر نہیں (داقطنی، بزار، بیہقی)

تلاوت کے سجدے

قرآن شریف نماز میں پڑھا جائے اور سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدے کر لے اور قرآن مجید میں پسندہ سجدے ہیں (ابوداؤد)

ہمارے حنفی برادران نے قرآن مجید کے سجدوں کو بھی آپس میں بانٹ لئے ہیں۔ حنفی صرف قرآن شریف میں چودہ ہی سجدہ کریں شافعیوں کے ذمہ پندرہ لگا دیئے یہ تقسیم اور حصہ داری ان کی بناوٹ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ حنفی سورہ حج میں ایک ہی سجدہ کرتے ہیں حالانکہ حضرت عبداللہ بن مسعود دو سجدہ بیان فرماتے ہیں طحاوی کے معانی الآثار میں حدیث ہے کہ سورہ حج کو دو سجدے سے نوازا ہے۔ جو دو سجدے نہ کرے وہ اس سورت کو پڑھے ہی نہیں خدا ہی سمجھ دے دین الہی کو بانٹ دینا کینہ کر درست ہو سکتا

ہے۔ **سُنّتوں اور نوافل کا بیان**

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بارہ رکعتوں پر دن رات میں نماز کرے خدا اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا ظہر سے پہلے چار بعد ظہر کے دو بعد نماز مغرب کے دو اور عشاء کے بعد دو اور صبح کی نماز

لہ سجدہ تلاوت کی دعا سَجَدَ فَجَعَلِيَ لِي ذِي خَلْقٍ وَشَيْءٍ سَمِعَهُ وَبَصُرَهُ بِحُجْرَةٍ وَتَوَنَّى

سے پہلے دو اتر مذی (نابی) بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر اور صبح کی دو رکعتیں سفر اور حضر میں بھی نہیں چھوڑیں (اصحاح ستہ) جماعت کھڑی ہو اس وقت سنت پڑھنا منع ہے (مسلم) بعد سلام اس کو ادا کرے (ترمذی وغیرہ) اگر کسی وجہ سے سورج نکلنے سے پہلے نہ پڑھ سکے تو بعد سورج نکلنے کے بھی پڑھ لے (ترمذی) صبح کی دو رکعتوں کے بعد مقوڑ ایٹ جاوے داہنی کروٹ پر (بخاری) جماعت کھڑی ہو گئی تھی ایک نے دو رکعت کی نیت باندھ لی بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کیا تو فجر کی چار پڑھے گا (بخاری) مسلم میں ہے کہ مؤذن تبکیر کہنے لگا تو ایک آدمی نے سنت شروع کر دی بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو صبح کی چار پڑھنا چاہتا ہے (مسلم طحاوی)

تنبیہ ہمارے حنفی برادران صبح کی جماعت ہوتی ہو تب بھی صفوں کے پیچھے نزدیک اور دو برابر پڑھتے رہتے ہیں یہ تو حنفی مذہب کی مستند کتابوں کے بھی خلاف ہے ہدایہ والے کہتے ہیں کہ مسجد کے خارجی دروازہ پر پڑھے مسجد کے اندر منع ہے۔ یہ تھا ان کا اصل مذہب مگر چھٹ بھٹیوں نے جماعت اور مصلیٰ میں آٹھ کا رخہ ڈال دیا کہتے ہیں کہ ستون یا صحن یا دسری یا گرمی کی جگہ پڑھے اور اس کو لکھ ڈالا اس کی بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی دلیل نہیں صفوں کے

پیچھے بلا آؤ گے تو سب ہی کے نزدیک منع لکھا ہے مگر ضدی اور متصب
 حنفی تو صفوں کے متصل بھی پڑھا ہی کرتے ہیں نہ معلوم کیوں ضد
 سے کام لیتے ہیں جس پر نہ ہی حدیثوں سے دلیل ہے اور نہ مذہب ہی
 سے خدا ہی سمجھ دے۔ امام جب قرأت کرتا ہو تو مقتدیوں کو سورہ فاتحہ
 سے تو منع کرتے ہیں اور نماز ہوتی ہو تب بھی سنت پڑھا ہی کرتے ہیں
 یہاں وہ بات کہاں گئی آیت وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا
 لَهُ الْحَمْدُ منسوخ ہو گئی یا قرآن سے مفقود ہی ہو گئی معتد علماء حنفیہ بھی
 اس کو منع لکھتے ہیں نہ معلوم کہ پھر کیوں اس ناروا غل پر جاہل تو جاہل
 عالم بھی اٹے ہوئے ہیں۔ نفسانیت کو چھوڑتے ہی نہیں ہماری کتاب
 نہرۃ ریاض الابرار دیکھو یا در ہے کہ مسجد کے اندر جماعت ہوتے ہوئے
 سنت پڑھنا امام اعظم کا ہرگز مذہب نہیں پچھلے لوگوں کا مذہب ہے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں اول میں سورہ فاتحہ اور قُلْ
 يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
 پڑھتے تھے مسلم، اس کے علاوہ بھی آیتوں کا پڑھنا آپؐ ثابت
 ہے (الوادود، ترمذی)

نماز وتر کا بیان

وتر شریعت محمدیہ میں فرض نہیں واجب نہیں، سنت ہے رسولؐ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر و حضر میں اس کو چھوڑا نہیں جس طرح صبح کی دو سنت (صباح ستہ) وتر ایک ہے اور تین بھی اگر تین پڑھے تو نوح میں قعدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں بلکہ مغرب کی نماز کے ساتھ اس کی مشابہت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے دیکھو صحاح ستہ اور کتاب الوتر و محمد بن نصر مروزی، حاکم، بیہقی، تین وتر پڑھے تو پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ اور دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (نسائی) وتر میں قنوت جائز ہے واجب نہیں واجب کہنے کی کوئی دلیل نہیں مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے بھی اپنی عمدۃ العبادۃ میں اسی طرح لکھا ہے قنوت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد بھی آیا ہے دیکھو بخاری شریف وغیرہ) قنوت میں کوئی خاص دعا وارد نہیں ہوئی البتہ امام حسن بن علی بن ابی طالب سے آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دعا سکھائی اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْ مَنِّ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْ مَنِّ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ بِعَفْوِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يَقْضِيْ اَعْلَيْكَ اِنَّكَ لَا يَدِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ - تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ ط

(نسائی وغیرہ) البتہ یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فجر کی نماز میں تو ضرور آئی ہے جیسا کہ روایت حاکم سے حافظ بن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب تلخیص الجیر میں اور امام ابن القیم نے اپنی زاد المعاد میں بیان کیا ہے۔

تنبیہ ہمارے علماء کرام نے بے دلیل کہہ دیا کہ اکیلا پڑھے تو **اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ** پڑھے اور امام ہو تو **اللّٰهُمَّ اهْدِنَا** جمع کے کلمہ کے ساتھ پڑھے یہ ان لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی تھی تو وہ **اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ** مفرد ہی کے کلمہ سے پڑھائی تھی۔ خدا ان مذہبی لوگوں کو سمجھ دے انہوں نے دین اسلام میں گڑبڑ مچا دی و بے دلیل کہتے ہوئے خدا کا خوف سامنے نہیں آیا۔

تنبیہ ہمارے حنفی برادران دین میں قنوت پڑھنے کے وقت پہلے **اللّٰہ اکبر** کہنے کے بعد رفع یدین کر کے ہاتھوں کو باندھ کر پڑھتے ہیں یا درہے کہ اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں حضرت ابن مسعودؓ دعا کی طرح ہاتھ اٹھاتے تھے اور باندھا نہیں کرتے تھے اس طرح امام ابو یوسف بھی کرتے تھے دیکھو فتح القدیر شرح ہدایہ۔

تنبیہ حنفی اور شافعیوں دونوں نے وتر میں زیادتی کی ہے۔ حنفی کہتے ہیں کہ وتر میں اگر قنوت بھول جائے تو دو سہو کے سجدے کرے اور شافعیہ کہتے ہیں فجر کی نماز میں قنوت بھول جائے تو دو سہو کے سجدے کرے یہ سب باتیں بے اصل ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ ہو تو بتادیں اللہ عزوجل انہیں اجر دے حتیٰ سے کسی کو عداوت نہیں چاہیے۔

چاند اور سورج گرہن کی نماز کا طریقہ

جب سورج اور چاند گرہن ہو تو نماز پڑھنی چاہیے اس کے لئے اذان و بکیر نہیں لوگوں کو اکٹھا کریں پھر نماز شروع کریں اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر کہہ کر ہاتھوں کو باندھ لیں پھر دعائے استفتاح سے فارغ ہو کر سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے پھر رکوع کرے دیر تک پھر رکوع سے کھڑا ہو دعا کے بعد پھر ہاتھ باندھ کر سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے پھر رکوع کرے رکوع سے کھڑے ہو کر دعا پڑھ کر پھر ہاتھ باندھ کر سورت فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے پھر رکوع کرے رکوع سے کھڑے ہو کر دعا سے فارغ ہو کر سجدے میں جائے اور سجدے کر کے دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو اب سورہ فاتحہ پڑھ کر کوئی سورت پڑھے اور اسی طرح کہ جس طرح پہلی رکعت میں کیا پھر بعد تشهد و التیمات کے سلام پھیرے صبح مسلم وغیرہ

یہ دو رکعت تین تین رکوع اور دو سجدوں کے ہمراہ ہوتی دو دو رکوع اور زیادہ بھی ثابت ہے کوئی بندش نہیں چار چار رکوع تک بھی آیا ہے جو ایک رکوع سے زیادہ کونا جائز کہتے ہیں وہ صحیح مرتع حدیثوں کے خلاف ہے

سفر و مسافروں کی نماز سفر میں فرض نمازوں میں قصر سنت ہے فرض یا واجب

نہیں مذہبوں نے واجب ٹھہرایا ہے وہ ان کی غلطی ہے تاکید ضرور آئی ہے جو سفر میں قصر کو برا کہے وہ بے دین ہے چار کی جگہ دو دو پڑھنا آیا ہے فجر اور مغرب میں قصر نہیں (کتب احادیث) اگر کوئی سفر میں پوری پڑھے تو وہ گنہ گار نہیں قصر کیلئے مقرر نہیں کہ اتنے ہی دن قصر کرے پھر نہ کرے لوگوں نے نبی صلعم کے سفر میں قیام پر قیاس کر لیا ہے آپ نے کسی سفر میں دس روز کسی سفر میں انیس بیس روز بھی قیام کیا ہے نبی صلعم قصر ہی فرمایا کرتے سفر میں کسی قسم کا پختہ رہنے کا ارادہ نہ ہو بلکہ کام کی وجہ سے ٹھہرا رہے آج جاتا ہوں کل جاتا ہوں برسوں نکل جاؤں تو قصر ہی کرتا رہے گا (دیکھو زاد المعاد امام ابن القیم رحمہ) سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے آپ صلعم سے ثابت ہے۔ جمع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب آدمی سورج کے زوال کے پہلے نکلے تو ظہر کے اول وقت نماز نہ پڑھے بلکہ ظہر کے آخر وقت اور عصر کے اول وقت

میں دونوں کو جمع کرے (نسائی وغیرہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین میل کے سفر میں مختصر فرمایا کرتے تو میل کا بھی آیا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے (مسلم نسائی وغیرہ) یہ چھوٹے سفر کی مسافت ہے مگر لمبے کی کوئی حد ہی نہیں۔

بیمار کی نماز بیماری کی وجہ سے آدمی کھڑا نہ ہو سکے اور نہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکے تو لیٹ کر نماز پڑھے اور

اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اشارہ ہی سے نماز ادا کرے (صحیحین وغیرہ)

جمعہ کی نماز جمعہ کی فرضیت تمام مسلمانوں کیلئے نص قرآنی سے ثابت ہے اس میں کسی کو بھی شبہ نہیں اللہ عزوجل

نے کل ایمان والوں پر خواہ وہ ہند میں ہوں یا پاکستان یا عرب و عجم میں یا ایران و طوران انگلیٹڈ کہیں بھی ہوں پڑھنا لازم فرمایا اس میں بھی کسی کو شبہ نہیں پھر وہ ایمان والا شہری ہو یا دیہاتی باجماعت پڑھنے کا حکم ہے ان میں سے وہی علیحدہ ہو سکتے ہیں جن کو نبی صلعم نے ہی اس حکم سے علیحدہ کیا کسی کے علیحدہ کرنے سے وہ علیحدہ نہیں ہو سکتا مذہبیوں نے جو شرطیں لگائی ہیں وہ قطعی شرائط نہیں طنی ہیں طنی باتیں قطعی کو دور نہیں کر سکتیں۔

نبی صلعم نے جن لوگوں کو علیحدہ کیا ہو ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے فرمان پر ایمان ہے اس لئے کہ آپ جو بھی فرمائیں گے وہ خدا کے
 ہی فرمان سے فرمائیں گے خدا فرماتا ہے کہ ہمارا نبی اپنی مرضی سے نہیں
 کہتا مگر وحی ہی سے بولا کرتے ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ہمارا
 نبی جو تم کو دے اسے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ خدا کے نبی نے
 امت کو دیہات میں جمعہ پڑھنے سے منع نہیں کیا ہے اگر کسی بھائی
 کے پاس ہو تو پیش کرے اس سے زیادہ اور کیا چاہیے اپنی اپنی
 طرف سے قیدیں بڑھا کر مخلوق کو اس فرض الہی سے روکتے ہیں جس
 کا خیمازہ آخرت میں بھگتنا پڑے گا صحیح بخاری جیسی صحیح اور مستند
 کتاب میں دیہات میں جمعہ پڑھنے کا بیان صحیح طریق سے آیا ہے
 قرآن شریف میں اللہ عز و جل کا فرمان تو یہی ہے کہ يٰۤاَيُّهَا
 الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا الْوُضُوْءُ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ
 فَاسْعَوْا اِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ يَعْنِي لے ایمان والو جب جمعہ کے
 روز نماز کیلئے اذان پکاری جاوے تو تم نماز کیلئے جلد آؤ نماز جمعہ
 کیلئے خداوند کریم نے ایمان والوں کی شرط فردر لگائی ہے اگر بستی والے
 ایمان والے نہیں تو پھر یہ حکم ان کیلئے نہیں اور اگر ایمان والے
 ہیں تو پھر اس میں حکم برابر داخل و شامل ہیں۔ ان پر بھی نماز جمعہ فرض
 ہوئی۔

کسی ایک حدیث میں نہیں آیا کہ جمعہ گاؤں والوں کیلئے نہیں جس طرح خدا نے فرمایا کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا یعنی نماز ایمان والوں پر وقتوں میں مقرر کی ہوئی ہے جس طرح نماز ایمان والوں پر وقتوں میں فرض ہوئی ہے اسی طرح جمعہ بھی ایمان والوں کے لئے فرما رہا ہے ان کا تعلق ایمان کے ساتھ ہے کافروں کیلئے حکم نہیں اللہ میاں نے گاؤں شہر وغیرہ سے خاص نہیں کیا تعجب تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہاتیوں کو اس عام حکم سے علیحدہ نہیں کیا اگر مان لو کہ کیا بھی ہو تو پھر وہ خبر احادیثی کہا جاسکتا ہے۔ اور خبر احاد حنفیہ کے یہاں فنی ہوا کرتی ہے فنی سے قطعی کو خاص کرنا ہرگز درست نہیں اور یہاں تو ایک بھی حدیث نہیں حضرت ابن مسعودؓ بھی تو گاؤں میں جمعہ کو فرماتے ہیں یہاں تو ان کو بھی نہیں مانتے خدا ہی نیک سمجھ دے۔

جمعہ کی اذان بنی سلیم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور شروعا

خلافت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک ہی اذان دی جاتی تھی (صحاح ستہ) حضرت عثمان غنیؓ نے اپنی خلافت میں جب لوگ بہت زیادہ ہو گئے تو مسجد سے باہر زوراء کے مقام پر دوسری

اذان دلائی لوگوں کو آگاہ کرنے کی غرض سے اگر اس کا تعلق نماز ہی
 سے ہوتا تو مسجد کے احاطہ ہی میں دلا دیتے مگر چونکہ اس کو جہ سے کسی
 طرح کا تعلق ہی نہیں تھا صرف لوگوں کو خبر دینا تھا چونکہ ان میں کچھ
 کاہلی اور کمزوری آگئی تھی حضرت عثمان غنی کا رعیت میں رعب و بدبہ نہ
 رہا تھا جیسے حضرت عمرؓ کا تھا یہی ایک جہ اس اذان کے دلائی تھی اور یہی مسجد
 دور میں ہوا یہ کہ زمانے میں لوگوں نے اس اذان کو مسجد میں کر دالا یہ
 اذان نماز پر دی جاتی تھی اور دوسری اذان امام کے سامنے دلانی شروع
 کر دی یہ سنت مروانیوں کی ہے عثمانی سنت نہیں ہے حضرت عثمان
 غنیؓ نے تو مسجد سے باہر دلائی ہے مسجد کے احاطہ میں نہیں مروانیوں
 نے یہ کام کیا کہ باہر والی اذان کو منار پر کیا جائے اور جو
 اذان مسجد کے احاطہ میں ہوتی تھی وہ منبر کے سامنے کر دیا ہدایہ وغیرہ
 تاحی نقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دالو بجر و عمر
 فاروق رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ایک ہی اذان ہوتی تھی اور یہ
 ایک اذان زوال کے وقت جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف
 فرماتے تو مسجد کے دروازہ پر دی جاتی تھی جیسا ابوداؤد میں صاف
 اور مرآۃ دارود ہے آج کل جو طریقہ دو اذانوں کا ہے وہ طریقہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین کا نہیں بلکہ خلفائے مروانیوں کا

ہے ناحق لوگ اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں منبر کے بالکل سامنے
 اذان دینا ہرگز ثابت نہیں اگر کسی بھائی کے پاس اس کا ثبوت
 احادیث نبویہ سے ہو تو ہمیں بھی آگاہ کرے ہم ان کا شکریہ ادا کریں
 گے اور اپنی اصلاح بھی کریں گے اللہ میاں آپ کو اجر دیگا۔
 حضرت عثمان غنیؓ کی اس اذان پر صحابہ کا اجماع نہیں تھا بلکہ
 حضرت ابن عمرؓ جیسی سستی برابر اس کا انکار فرمایا کرتے تھے بلکہ بدعت
 تک فرما دیا تھا ملاحظہ ہو صحیح الباری وغیرہ۔

امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے اور امام کو چاہیے کہ منبر پر
 چڑھ کر لوگوں کی طرف منہ کر کے سلام کرے (ابن ماجہ وغیرہ) مؤذن
 کی اذان کا جواب سب کو دینا چاہیے (بخاری) دونوں خطبوں کے
 درمیان خطیب صاحب کو بیٹھ کر قدمے راحت یعنی چاہیے (بخاری)
 خطیب صاحب کو چاہیے کہ آنے والے کو جہلاً منفل پڑھے بیٹھ جاوے
 تو اس کو دو لمبی رکعتوں کے پڑھ کر بیٹھنے کا حکم کرے (بخاری) خطبہ ہوتا
 ہو تو اس وقت آنے والوں کو چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھیں (بخاری)
 جو لوگ اس وقت دو رکعت پڑھنے سے منع کرتے ہیں
 ان کے پاس رسول اللہؐ سے کوئی منع کی حدیث ثابت
 نہیں ہدایہ جیسی مستند کتاب میں منع کرنے کے بارے میں ایک

تہنیم کر کے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا اب اس کو دہرانے کی ضرورت
 نہیں (ابوداؤد، دارمی، ترمذی، پانی تلاش کرنے کیلئے بنی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی قید نہیں فرمائی یہ مذہبوں کی بنیاد ہے
 (ابوداؤد، دارمی) اسی طرح نماز کے اخیر طائم تک پانی کی انتہائی میں
 بیٹھنے کا بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم ثابت نہیں (بخاری) ایک طریقہ یہ بھی
 ہے تیمم کا کہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر جھٹک دیں اور ایک دوسرے
 پر مل کر پھر منہ پر مل دے۔ (بخاری)

تہنیم میں صرف ہاتھوں کو زمین پر ایک ہی مرتبہ ماریں تین مرتبہ
 نہیں تین مرتبہ مارنا بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طریقہ سے
 ثابت نہیں کہینوں تک ہاتھ پھرنے کی بھی کوئی روایت نہیں پہنچوں تک
 کی روایت صحیح ہے (بخاری، مسلم وغیرہما)

تہنیم یہ جو طریقہ عوام میں رائج ہے کہ تین انگلیوں پر داہنا ہاتھ رکھ
 کر کہنی تک لے جانا اور پھر ان انگلیوں کو بچا کر تشہد کی انگلی
 اور انگوٹھے سے کہنی سے انگلیوں تک لانا پھر دوسرے ہاتھ کو بھی اسی طرح
 کرنا معنی مستعمل انگلیوں کو بچانا یہ لوگوں کی من گھڑت باتیں ہیں بنی صلی اللہ
 علیہ وسلم اور ائمہ دین سے ثابت نہیں اگر کسی کے پاس اس کی دلیل ہو تو
 براہ کرم بیان کرے خداوند کریم اس کو اجر دے ہم اس کا دل سے شکریہ
 بھی ادا کریں گے۔

بِحُجَّتِهِ عَلَى الْخَلْقِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مخلوق پر حجت ہے مگر مخلوق کا فرمان مخلوق پر حجت نہیں۔ جمعات کے دن مغرب کی نماز میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص آپ پڑھتے تھے البخاری مسلم وغیرہ جمعہ کی فجر میں سورہ سجدہ اور سورہ دھر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشگی فرماتے تھے (البرانی صغیر) آپ کا ہمیشہ پڑھنا ابن مسعود سے ثابت ہے۔ طبرانی میں ہمارے حنفیہ جو اس پر عمل نہیں کرتے یہ انکی سخت غلطی ہے۔ حضرت ابن مسعود پر تو ان کے مذہب کا مدار ہے ابن مسعود ہی تو ہمیشگی کی حدیث کے راوی ہیں۔

استسقاء یعنی پانی مانگنے کی نماز

جب بارش وقت پیر نہ ہو اور بارش

میں تاخیر ہو اور پانی کی ضرورت محسوس ہو تو لوگوں کو چاہیئے کہ کسی بزرگ ہستی یا امام ہو تو اس سے نماز و طلب باران کی درخواست کریں تو امام کو چاہیئے کہ انکی درخواست کو رد نہ کریں بالکل سویرے میدان میں سورج نکلتے ہی نکلیں اور منبر لے جاویں امام اس پر لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے خطبہ جو استسقاء میں وارد ہے وہ پڑھ کر دعا کرے نہایت میلے کچیلے کپڑوں میں جاوے استسقاء کا خطبہ اس طرح وارد ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا
 اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اِلٰهُ الْاَلَاءِ اَنْتَ
 الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغِيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا
 قُوَّةً وَبَلَاغًا اِلَى الْحَيٰثِ اَسْ کے بعد دونوں ہاتھوں کو اس طرح اٹھا
 کہ پھیلی زمین کی طرف رہے اور اوپر کا حصہ آسمان کی طرف خوب اونچا
 اٹھا دیں کہ بغلیں اُپھی طرح نظر آسکیں خطبہ بیٹھ کر پڑھے اور دعا کیلئے
 کھڑے ہوں تب چادر قبلہ کی طرف منہ کر کے پلٹے اور پھر دعا کیلئے
 ہاتھوں کو اٹھا دیں۔ امام اور مقتدی دونوں چادر کو گھما دیں (بخاری)

تنبیہ چادر پلٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ چادر کندھوں پر اوڑھے اور
 داہنے ہاتھ سے بائیں کندھے پر کی چادر پکڑے اور بائیں
 ہاتھ سے داہنے کی چادر کا حصہ اوپر سے پکڑ کر چادر کو ہاتھوں سمیت
 گھما دے تاکہ داہنا حصہ کندھے کا بائیں پر چلا جاوے اور بائیں کا داہنے
 پر آجاوے یہ ایک طریقہ ہے چادر پلٹنے کا اور ایک چادر پلٹنے کا طریقہ
 دوسرا بھی ہے وہ اس طرح سے ہے کہ داہنے ہاتھ سے بائیں جانب کی
 چادر کا نیچے کا کونہ پکڑے اور بائیں ہاتھ سے داہنے جانب کی چادر کا
 کونہ نیچے کا پکڑے اور پھر ہاتھوں کو گھما دے بائیں جانب کا کونہ داہنی جانب
 کے کندھے پر آجاوے اور داہنے جانب والا کونہ بائیں کندھے پر آجاوے

اصل تو اسی طرح گھمانا چاہیے اگر تکلیف محسوس ہو تو پہلے طریقہ سے ہی چادر پلٹے۔

اب قبلہ کی طرف منہ کر کے پانی مانگنے کی دعا خوب دیر تک کرے اس کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے منبر سے اتر کر مصلیٰ پر کھڑا ہو اور پھر دو رکعت عیدین کی طرح پڑھاوے اس نماز میں اور عیدین کی نمازیں کوئی فرق نہیں دیکھو مشکوٰۃ شریف

دُونوں عیدین کی نماز کا بیان

دونوں عیدین کی نماز میں سوچ نکلتے

کے بعد پڑھیں عید الاضحیٰ جلدی پڑھنی چاہیے اور عید الفطر میں تاخیر ہو تو کوئی حرج نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح پڑھتے تھے (صحیح) عید الفطر میں کچھ کھجوریں کھا کر عید گاہ کو جانا چاہیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجوریں کھا کر جاتے تھے بقر عید میں آپ بغیر کھانے ہی جاتے تھے عید گاہ میں نفلیات نہ پڑھیں عیدین میں نماز سے پہلے کوئی نفل ہی نہیں عیدین کی نماز جنگل میں پڑھیں مسجدوں میں نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عید گاہ پختہ نہیں تھا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے امام کے سامنے برہنہ بھالا کسی قسم کے سترے سے کھڑا کرنا چاہیے بارش ہو تو مسجد میں بھیجا درست ہے (سنن) بلا

فردت مسجدوں میں پڑھنا درست نہیں۔ عید گاہ میں منبر بھی لیجانا اور خطہ بنانا درست نہیں۔

نماز کا طریقہ تبکیر تحریمہ کے بعد سات تبکیریں کہیں اور ہر تبکیر پر ہاتھ بھی اٹھاویں اور باندھ لیا کریں سات تبکیر کے بعد سورہ فاتحہ اور سورہ اعلیٰ پہلی رکعت میں پڑھے اور ایک رکعت پڑھ کر کھڑے ہوں تو پانچ تبکیریں پہلے کی طرح کہیں پانچ کے بعد سورہ فاتحہ اور سورہ غاشیہ پڑھیں اس کے علاوہ اور بھی پڑھنا آیا ہے (صحاح)

عیدین کی نماز بارہ تبکیروں سے پڑھنا ثابت ہے اس سے کم نبی صلعم سے ثابت نہیں گو بعض صحابہ کا کہنا ضرور ہے مگر حجت فعل رسول ہی ہے۔ عیدین کی تبکیروں میں رخ السیدین ثابت ہے۔ عید گاہ میں عورتوں کو خواہ نکاحی ہوں یا بے نکاحی بکر ہوں یا رائے مسگر بالذہ ہوں حیض والی ہی کیوں نہ ہوں ان کو بھی عید گاہ میں آنا ضروری ہے یہ نماز میں شریک ہوں دعا میں تو شریک ہوں عورتیں خوشبو لگا کر اور زینت کو ظاہر کرتی ہوئی نہ جائیں یہ انہیں جائز نہیں عیدین کی نماز کیلئے نہ ہی اذان ہے اور نہ ہی اقامت جیسا ترمذی۔ ابوداؤد، مسلم وغیرہ میں ہے۔ خطبہ نماز کے بعد پڑھنا چاہیئے پہلے نہیں،

(مسند احمد، نسائی، ترمذی)، عیدین کے روزہ رکھنا جائز نہیں عید اور جمعہ ایک دن بیٹھے ہو جاویں تو دوسرے آنے والوں کو جتنے آنے کی اجازت ہے کہ وہ ظہر پڑھ لے (صحاح)، عیدین میں جانے اور آنے میں راستہ کا بدلنا ثابت ہے۔ (سنن)۔

تیسرے عیدین کے خطبوں کو تبکیروں سے شروع کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں جس طرح لوگوں میں رواج ہے۔ اگر کسی بھائی کے پاس کوئی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو وہ بھی اہل بتا کر اجمار دارین سے محفوظ ہوں۔

عیدین میں ایک ہی خطبہ ہے دو خطبے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں بعض تابعین کے فرامین ضرور ہیں۔ مگر وہ کسی کیلئے حجت نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں تبکیروں وقتاً فوقتاً کہا کرتے تھے۔ مگر خطبہ کا شروع کرنا تبکیروں ہی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں **جنازہ کی نماز کا بیان اور اس کا طریقہ** میت کو اولاً غسل دیں اس کے

غسل کے پانی میں بیری کے پتے ضرور ڈالیں اور اخیر میں پانی میں کافور بھی ملا دیں پھر میت کو کفن میں لیں مرد کیلئے تین ہی کپڑے ہوں ایک تہ بند اور دوسرا بدن سے لگا ہوا کپڑا یعنی چادر جس کو شعار کہتے ہیں

تیسرا تہبہ اور چادر کو ڈھانکنے کیلئے ایک چادر ہو عورتوں کیلئے
 پانچ کپڑے ہیں تین تو وہی جو مردوں کیلئے ہوتے ہیں چھ عورتوں کیلئے
 دس عورتوں کی قسم سے ہو اگر یہاں چاک کیا ہوا مگر سلا ہوا نہیں پانچوں حالتوں میں
 سر بند پانچ کپڑے عورتوں کہیں کفن میں لے کر اس کے اعضاء کو گھٹنے ہاتھوں
 وغیرہ میں کا فور مہر میں اگر موجود ہو تو کفن پر اور میت کے پیشانی پر کلہ
 وغیرہ لکھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں لوگوں کی ایجاد ہے
 اب میت کو جنازہ پڑھنے کی جگہ اگر مقرر نہ ہو تو مسجد میں یا عید گاہ میں
 نماز پڑھیں احادیث نبویہ سے اس طرح ثابت ہے۔

نماز کا طریقہ

نماز کیلئے جو چیزیں ضروری ہیں ان سے فارغ ہو کر میت کو قبلہ
 رخ لٹایا ہے اگر مرد ہے تو میت کے سر ہانے پر اور اگر عورت ہے
 تو سرین کے برابر کھڑا ہو (بخاری ترمذی وغیرہ) ہاتھوں کو باندھ کر سورت
 فاتحہ اور کوئی سورۃ زور سے پڑھے پھر بتکبیر کہہ کر ہاتھوں کو امام اٹھا
 پھر باندھ کر درود ابراہیمی دونوں پڑھے پھر ہاتھ اٹھا کر بتکبیر کہے پھر
 میت کیلئے دعا کریں اور کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِنَا وَ مَمَاتِنَا
 وَ شَہْدِنَا وَ غَايِبِنَا وَ صَغِيرِنَا وَ کَبِيرِنَا وَ ذَکِّرِنَا

وَأُتْنَا اللَّهُمَّ مِنْ أَحَبِّتَهُ مِنَّا فَأَجِدْ عَلَى أَلَا سَلَامٍ
وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَقَدْ عَلَيَّ الْإِيمَانُ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا
أَجْرَهُ وَلَا تَقْبِتْنَا بَعْدَهُ اس کے بعد ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے
تبکیر کہے اور اس کے بعد سلام پھیر دیں اور بھی دعائیں میت کے
حق میں کہنے کی آئی ہیں تو ان میں شرح محمدی میں اکثر لکھی ہیں اسے
پڑھیں پانچ چھ سات تبکیروں کا بھی کہنا جنازہ پر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے آیا ہے چار سے زیادہ کہنا ناجائز یا حرام نہیں ہے مگر اسے
مذہبوں نے منع کیا ہے جنازہ کی تمامی تبکیروں میں ہاتھوں کو اٹھانا
حدیثوں سے ثابت ہے نماز جنازہ کیلئے تین صفیں کرنی یا پانچ
و کم بیش مقرر نہیں کہ اتنی ہی کرنا لازم ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ
وَعَلَىٰ أَهْلِ آلِ رَسُولِ اللَّهِ اُدْعُوا دُعَاءَ الْوَقْتِ بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ
وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى
بھی پڑھنے کو آیا ہے اور جو مشہور ہے کہ قبر میں مٹی ڈالتے وقت پہلی
لپ میں مِنْهَا خَلَقْتُمْ اور دوسری لپ میں وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ
اور تیسری لپ میں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى کہے۔ یہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں یہ مذہبوں کی بناوٹ ہے بعض

اہل علم کو دھوکا ہو گیا ہے وحید الزماں کو منظر الحق سے دھوکا ہوا اور ان کو ملا علی قاری سے اور انہیں اوپر والوں سے دھوکا ہوا مگر خدا کی شان ہے کسی نے بھی اس کی تحقیق جیسا چاہتا تھا نہیں کیا یہ حدیث بیہقی کی سنن میں اور حاکم کی مستدرک اور مسند احمد میں بھی ہے مگر ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں اتارے وقت ہی آپ کی پڑھنا وارد ہوا ہے۔

غائبانہ جنازہ بھی پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (بخاری) دفن کے بعد دیر تک **يُحْبَبُ حَانَ اللَّهِ** اور **اللَّهُ أَكْبَرُ** کہے (احمد) قبلہ رو ہو کر دعا کرے (طبرانی) میت کیلئے مغفرت کی دعا کرے اور منکر و نکیر کے سوالوں کے جواب پر ثنابت قدمی کی دعا کرے۔ (ابوداؤد) علیہ
تنبیہ قبر پر جو تلقین کی جاتی ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طریقہ سے ثابت نہیں۔ لوگوں نے جو روایتیں بیان کی ہیں وہ ثابت ہی نہیں حنفی مذہب کے بھی مستند علماء نے تلقین کا انکار کیا ہے۔

تراویح کا بیان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے ساتھ صرف گیارہ ہی رکعتیں پڑھی تھیں اس سے زیادہ نہیں (بخاری) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باجماعت علیہ السلام کہے **اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ عَلَى السُّوَالِ الْمُنْكَرِ وَالتَّنْكِيرِ** اور عورت کیلئے **ثَبِّتْهَا**....

آٹھ رکعت اور تین وتر ہی پڑھنا ثابت ہے (ابن جان، ابن خزیمہ وغیرہ) **تنبیہ** خفی مذہب کی مستند کتاب طحاوی در مختار کی شرح وغیرہ میں حموی کی شرح اشباہ والنظائر سے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے بیس رکعت تراویح نہیں پڑھی بلکہ صرف آٹھ ہی رکعت پڑھی ہیں اور تین و تر ابن الہمام نے فتح القدیر میں صاف لکھا ہے کہ آٹھ ہی رکعتیں سنت نبوی ہیں، دیکھو طحاوی شرح در مختار ص ۲۵۹ ج ۱ امام طحاوی کے معانی الآثار میں حضرت عمر فاروق سے ثابت ہے کہ انہوں نے تنیم داری اور ابی بن کعب کو بجمہ وتر گیارہ پڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بذات خود بیس پڑھنا کہیں بھی باسند ثابت نہیں خود پڑھیں اور نہ ہی بیس کا حکم ثابت ہے امام محمد نے اپنی کتاب موطا میں تراویح کا بیان فرود کیا ہے مگر نام کیلئے بھی بیس کا ذکر بھول کر بھی نہ کیا بلکہ وہی گیارہ والی بیان کی امام مالک نے روایت یزید بن رومان سے فرود لکھا ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں لوگ بیس پڑھتے تھے مگر عینی نے صاف کہہ دیا کہ یہ حدیث منقطع ہے یزید بن رومان جو حضرت عمر کے زمانے کی باتیں بیان کرتے ہیں وہ بذات خود حضرت عمر کے زمانے میں پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ گو یزید بن رومان تک سند اچھی ہو مگر بیان کرنے

واللہ ہی ان کے زمانے میں تھا ہی نہیں تو پھر اس کا کہنا ہی کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔

اگر ہمیں کابثوث ہوتا تو کیا امام طحاوی بیان کرنے میں محتاط رہتا؟ کوتاہی کرتے ہرگز نہیں ابن الہمام نے صاف طریقہ سے بیان کر دیا ہے کہ بیس میں سے آٹھ ہی سنت ہے ۱۲ سنت نبوی نہیں مشائخوں نے اسے صرف مستحب ہی کا درجہ دیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو وہی آٹھ ہی سنت ہیں جسے آپ نے بذات خود پڑھی تھیں عذر کی بنا پر پڑھنا موقوف کر دیا تھا مراقی الفلاح میں بھی اسی طرح لکھا ہے، مزید تفصیل کیلئے رہائے حق اور دعوت حق دیکھیں اور مولانا عبدالحق محدث دہلوی حنفی نے اپنی کتاب فتح سرالمنان فی تائید مذہب النعمان قلمی کے ص ۳۲ میں لکھا ہے کہ بیس رکعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کے ہمراہ پڑھنا ثابت نہیں ورنہ ہی آپ کا پڑھنا ثابت ہے البتہ لوگوں نے بعد میں بیس اور چالیس تک پڑھی ہیں مگر فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے کتاب الکرامۃ میں ہے کہ قَوْلُ النَّبِيِّ حُجَّةٌ عَلَى الْخَلْقِ وَأَمَّا قَوْلُ غَيْرِ النَّبِيِّ لَيْسَ بِحُجَّةٍ عَلَى الْخَلْقِ مَعْنَى نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمان اتمام مخلوق پر حجت ہے اور غیر کا فرمان مخلوق پر حجت نہیں، ظاہر ہے خدا نے بندوں کو اپنے نبی برحق کے عمل پر گامزن ہونے

کو فرمایا ہے لوگوں کی باتوں کو واجب الاتباع نہیں فرمایا اللہ کا فرمان صرف اس قدر ہے۔ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ وَذَلِكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ الْكَاذِبِينَ رسول کے علاوہ کسی کے حکم پر عمل کرنے کو نہیں فرمایا انصاف کی ضرورت ہے شریعت محمدیہ میں مخلوق کو کیا دخل دینا سمجھ سکتی ہے کہ دین دایمان میں شریعت کے علاوہ کسی غیر کو دخل کا کوئی حق نہیں۔ اگر کسی بھائی کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا باجماعت بیس کا ثبوت مراحۃً موجود ہو تو وہ ہیں بھی بتا دیں ہم ان کا شکریہ ادا کریں گے۔ لوگوں کے اعمال کا خیال نہ کریں شریعت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی ہستی کی چلا نہیں کرتی آپ اگر صحیح طلق سے ثابت کر کے بتا دیں گے تو ہم بھی بیس پڑھنے لگ جائیں گے ہیں حق سے عداوت نہیں مگر حق بھی تو ہو۔

روزہ کا بے سکان

رمضان شریف کے روزے فرض ہیں چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چاہیے اور چاند ہی کو دیکھ کر چھوڑ دینا چاہیے روزوں کے رکھنے بیکھلے ایک آدمی عادل کی گواہی کافی ہے البتہ روزوں کے چھوڑنے کیلئے دو دین دار آدمیوں کی شہادت کی ضرورت ہے دور دور شہروں کی شہادت اور ٹیلیگرام وغیرہ کا اعتبار نہیں اپنے صلح

کی شہادت قبول ہو سکتی ہے صحیح مسلم میں ہے کہ ملک شام والوں کی زکوٰۃ کا مدینہ والوں نے نہیں مانا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس پر فرمایا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد گرامی ہے شک کے دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں سفر میں چاہے روزہ رکھیں یا نہ رکھیں مگر قضا تو لازم ہوگی۔

صدقہ فطر کا بیان

صدقہ فطر چھوٹے بڑے امیر و غریب مزدور و عورت سب پر فرض ہے گیسوں آدھا صاع دینا بھی جائز ہے اس کے علاوہ تمام کھانے پینے کی چیزوں میں ایک صاع دینا چاہیئے صاع چار مد کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے مد کا حساب تولوں سے نکالا گیا اسکا وزن برتن تولہ ہوتا ہے اصل میں مد اور صاع ایک پیمانہ ہے مد میں ایک رطل اور تہائی رطل آجاتا ہے مد گیسوں اور غلہ کو تولنے پر معلوم ہوا ورنہ اتنا برتن جس میں ایک رطل اور تہائی رطل غلہ آتا ہو تو ہو سکتا ہے کہ پانی میں سن ناپ کا نیا دہ وزنی ہو جنہوں نے دو رطل کا مد بنایا ہے غالباً پانی ہی کی بنا پر کیا ہوگا۔ جو اس غلہ ولے ناپ کے برتن میں دو رطل آجاتا ہو مگر اصل مد دو رطل کا نہیں

مد اور صاع میں پانچ رطل اور تہائی رطل کہ جس کا وزن ۲۵۳ تولکا ہوتا ہے۔

بلکہ وہی ایک رطل اور تہائی رطل معنی تین تولہ کا ہوتا ہے صاع چار
ہی مد کا ہوتا ہے۔ مذہبوں نے گہر بڑ کر ڈالی ہے خدا ابھی سمجھ دی

اعتکاف کا بیان

اعتکاف فرض نہیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور
ہے رمضان شریف میں رمضان شریف کے اخروہے میں اعتکاف
کیا جاتا ہے معنی مسجد کے کسی گوشہ میں حجرہ بنا کر اس میں سب سے
بیکسو ہو کر خلوت نشینی اختیار کرے اس خلوت خانہ میں بیس تا یس
کی صبح کو نماز فجر کے بعد داخل ہو اور چاند دیکھ کر اس سے علیحدہ
ہو۔ رمضان کے علاوہ بھی کوئی اعتکاف کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔
اس میں روزہ شرط نہیں رمضان میں جو اعتکاف ہوتا ہے اس
میں تو روزہ لازمی امر ہے۔

ان تمام امور کی تفصیل کیلئے صحاح ستہ دیکھنا
چاہیے کم از کم ہماری کتابین شرع محمدی ہی کو ملاحظہ فرمائیں
خدا اتمام مسلمانوں کو نیک توفیق دے۔

آمین۔

یوم جمعرات مورخہ ۳ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ جون ۱۹۶۶ء
کو تمام ہوئی۔

وَإِخْرُجُوا أَنَا أَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ
أَجْمَعِينَ ط

احقر ابو عبد الکبیر محمد عبد الجلیل السامودی

کان اللہ

التجاء

اے اللہ! عوام الناس کی رہبری کیلئے اور ایصالِ ثواب کی نیت
سے یہ کتاب تالیف کی گئی ہے۔ تو اپنے فضل سے اسے قبول فرما
اور مرحومین اور آباء و شیوخ کی مغفرت فرما اور درجاتِ عالیہ ذریعہ
بنا۔ آمین آمین ثم آمین

ابن المولف

عرفان محمدی، مفتی سامودی کان اللہ

۲۰/۱۲/۸۴